

یہ رسالہ مولانا مولوی حاجی محمد احمد صاحب امام سیاحی سیاحی نے مولانا مولوی محمد رفیع صاحب سے لکھا ہے

قَوْمٌ يَحْتَنُونَ الْقَيْلَ وَيُسَيِّرُونَ الْقَبِيلَ
وَلَا يَجَاوِزُونَ قَوْمَ مِثْلَ الْوَرْدِ وَالْمِثْمِ (علاء اللہ تعالیٰ علیہ)

حضرت ابوسعید اور ملک بن انس سے منوع حدیث مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو بہت اچھی اچھی باتیں کرے گی مگر کام نہایت بُرے کریگی۔ قرآن پڑھ لے گی مگر اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔ اسلام (اور اسلامی ہمدردی) سے اس طرح پار نکل جائیگی جیسا شکار (کے جسم) سے شیر نکلتا ہے (رواہ ابوداؤد رحمہ)

خدا کے فضل و کرم سے رسالہ

لَسْتُ نَكَافُ الْمُسْلِمِينَ

عن

مُخَالَطَةِ الْمِرْزَائِينَ

یعنی مرزائیوں سے ترک موالات

جس میں قرایا پایا ہے کہ حنفیابی علمائے شہام (سنی و شیعہ) مرزائیوں سے میل جول اور فساد غمی میں شریک ہونا منع ہے اور ثبوت ثابت کیا گیا ہے کہ مرزائی جماعت کے عقاید اہل اسلام کے خلاف ہیں و فوات مسیح کا مسئلہ ثابت نہیں کر سکتے حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں نہیں اور یہ کہ مرزائی اور ایران کے بابی مذہب کے پیرو ہمارے نزدیک یکساں ہیں اور یہ کہ جو شخص مرزا غلام احمد کی نسبت حق من سکھے یا اس کے کفر کا اظہار نہ کرے وہ بھی مرزائی فرقہ میں داخل ہو نہ اس کی امامت جائز ہو اور نہ جنازہ

بِإِتْمَامِ أَجْمَنِ حِفْظِ الْمُسْلِمِينَ أَمْرًا

روز بازار الیکٹریک پریس میں

بہتیم شیخ عبدالعزیز سیاحی دہلی مرصہ

اور انبیاء و قواد سبوت ہو کر ان نقائص کو رفع کرتے رہے اس لئے چودھویں صدی کے آغاز میں
 یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اس حضرت علیہ السلام کے ماتحت خدنگدار ہونے کی حیثیت میں وہ تمام پاک و دین
 مرزا غلام احمد قادیانی میں ظاہر ہو کر مسیح موعود کی صورت اختیار کریں۔ اثبات ہوا کہ مسیح موعود وہ
 مسیح نہیں ہے کہ جس کی نسبت مسیحی شیعہ کا متفقہ اعتقاد ہے کہ وہ مجدد العصری آسمان پر
 زفرہ اٹھایا گیا۔ اور پہر آسمان سے اتر گیا۔ بلکہ یہ مسیح محمدی ہے جو اس مسیح نامی سے دعاؤں اور
 بہتر ہے اور یہ مسیح درحقیقت تمام انبیاء علیہم السلام کا منظر ہے۔ بہر مرزا صاحب اپنی کتاب نزول المسیح
 میں کہتے ہیں کہ اس کی بنا پر خدا تعالیٰ نے مجھے ان تمام نبیوں کے نام سے پکارا جو حضرت آدم سے تا یسوع
 سبوت ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو کمالات مسیح محمدی میں نمود پذیر ہوئی ہیں آج تک کسی میں نہ ظاہر
 ہوئے اور نہ ظاہر ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔ مرزا صاحب نے اسی مہول پر اپنے عقیدہ مندوں میں تمام
 وہ اپنے شیطانیات درست اور مطابق واقع کو دکھلائے جو اہل سنت و شیعہ کے نزدیک کفریات کی حد سے
 بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ دنیا کے موجودہ غلاب پر نظر ڈالنے والے اس نکتہ خیال تک پہنچنے کی ضرورت
 کہ مرزا صاحب نے جو کچھ بھی کیا ہے زیادہ تر مرزا محمد علی باب کی تعلیم سے حاصل کیا ہے اگرچہ ہماری
 یا سرسید کی تعلیم بھی کی ہے اس نے اپنی کتابوں میں روح اور روحانی کا لفظ کثرت سے استعمال کیا ہے
 اور بتایا کہ نبی منظر الہی ہوا کرتا ہے جو وہ بولتا یا کہتا ہے وہ خدا کا فعل یا قول ہوتا ہے۔ نہ فرشتہ کی ضرورت
 اور نہ وحی کا حقیقی۔ اور نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ قیامت تک کھلا رہیگا۔ ختم رسالت کا بھی حکم تھا
 اور زمانہ حال کے مطابق نبی شریعت کا مدعی تھا۔ چنانچہ قرآن مجید کو منسوخ قرار دیکر اپنی طرف سے
 ایک الہامی کتاب (ایقان) کا وجود ابرہوا۔ شروع شروع میں منسوب ہوا۔ پھر زور پکڑا۔ سلطنت نے
 کچھ توجہ نہ کی۔ اسکی جانب از مستقر قرۃ العین عورت نے اسکا ہاتھ بٹایا۔ اور جب اس کے قریبی
 رشتہ دار اعدا سائذہ مزاعم ہوئے تو اپنے ہماروں کے ہاتھ انہیں قتل کر دیا۔ بہر قرۃ العین
 کا فتنہ ایران میں پھلا تک بڑھ گیا کہ جہاں وہ بتین کیلئے جاتی اپنے مخالفین پر تلوار چلائے کا حکم
 دیتی۔ آخر لام سلطنت نے تنگ آکر اسے اور اسکے پیروں کو قتل کر دیا۔ مگر مرتے مرتے
 اپنی جماعت میں یہ عقیدہ مستحکم کر گیا کہ جو بانی مذہب ہیں ذہل نہیں کا فر ہے۔ بعینہ یہی حال مرزا صاحب
 بھی ہے۔ آغاز مدادی میں نرمی سے کام لیتے رہے۔ جب جماعت کثیر التعداد ہو گئی تو غرور اور
 کد خاں مسخ تھے ہمیشہ کا فر قرار دیا۔ اور ان سے جمادات اور معاملات میں الگ رہنے کا حکم دیا
 اس سے بڑھ کر مرزا محمد علی کے ساتھ اور کیا مشابہت ہو سکتی ہے کہ جیسے اس نے حدیث (انا معہ العلم

و علی بابا) میں تصرف کر کے خود ہی علی اور خود ہی بابا العلم بن بیٹھا۔ اسی طرح مرزا صاحب نے آیہ
 (یا ایہ نبی الذین آمنوا اتحدوا) کے ماتحت خواہ مخواہ دھپل ہونے کے بعد غلام کا لفظ اڑا کر مجسم احمد
 بن کر دکھلا دیا۔ اسی طرح دونوں کی تعلیم پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں ایک ہی مہول
 کے پابند تھے بلکہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ جس قدر تاج تک مدعی مہدویت گذرے ہیں سب کا نفع العین
 ایک ہی رہا ہے اور بہتان مذہب اور کتاب اللعل و انمل جن کی نظروں سے گذری ہیں ان سے پوشیدہ
 نہیں کہ آج سے پہلے کئی مہدی گذر چکے ہیں جنہیں سے سلطان جلال الدین اکبر کا نام خصوصیت سے
 لیا جاسکتا ہے۔ کہ جس نے دین الہی کی بنیاد رکھی تھی لیکن دعوائے سیحیت میں مرزا محمد علی صاحب اور
 مرزا غلام احمد صاحب اپنی تکفیر نہیں رکھتے۔ ایرانی مسیح اور پنجابی مسیح کا گوہر ملے متحد ہو کر فرق
 اتنا ہے کہ ایرانی مسیح شیعہ مذہب میں پیدا ہوا اور پنجابی مسیح اہل سنت کا ایک فرد تھا۔ پھر وہ ایرانی مسیح
 ایک سید مہدی کا قائل ہوا جو اس سے پہلے دس سال مدعی مہدویت بنکر گیا۔ اور پنجابی مسیح
 کل مدادی کا خود مدعہ دار بنا۔ ایرانی مسیح کا مرزا ہی تھا کہ پنجابی مسیح اس سے بڑھ چار قدم آگے
 بڑھا۔ اور روایات مذہبی کو توڑ کر ایسا سید کیا جو ایرانی مسیح کے خواب و خیال تک بھی نہیں
 آتا تھا۔ بہر حال مرزا صاحب نے دنیا کے تمام کمالات کا منظر اپنی ذات کو قرار دیا۔ اور جب خود
 سب کچھ بن بیٹھے تو جی جن پیغمبروں دربرگوں کے الگ الگ مشہور اور متبرک تعالٰی تھے یہ ضرور تھا
 کہ مرزا صاحب کا مسکن اور مولیٰ بھی ان سے موسوم ہوتا اس لئے مرزا صاحب نے قادیان کی نسبت
 حسب ذیل مدعی شائع کئے۔
 اول یہ کہ۔ قادیان کا دیاں نہیں کیونکہ قدیم جو ظہور مہدی کا مسکن ہے قادیان سے ملتا جلتا ہے۔
 بڑی کوشش اور زور کثیر خرچ کرنے سے سرکاری کاغذات میں کافی کاف کو قاف سے تبدیل کر دیا۔
 حالانکہ یہ ایک ادبی غلطی تھی۔ کیونکہ کادی کیوڑے کو کہتے ہیں جہاں کیوڑہ فروش اور اونچو
 آبادی ہوگی جیسے بلالیں کادی قوم کے افراد موجود ہیں۔ مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ
 قادیان قاضیان تھا۔ انکے باپ دادا قاضی تھے۔ مگر یہ تحقیق دو طرح سے مخدوش ہے اول
 یہ کہ سیحیت پیدا کرنے میں اسے کچھ دخل نہیں۔ دوم یہ کہ اس وقت اس لقب کا نام تمام قاضیوں والا
 چاہئے تھا نہ قاضیان مگر مرزا صاحب کے اس خیال سے ممکن ہو سکتا ہے کہ کادی (کیوڑہ فروش)
 کی جمع کادیان ہوگی نہ کہ قاضی کی۔
 دوم یہ کہ۔ قادیان دارالامان ہے کیونکہ جب ولولہ لانا خلقت الا فلاں کا مسدوق (معاذ اللہ

مرزا صاحب کو ان موجودہ پچھ تو کوئی وجہ نہیں کہ اسکو دارالامان یعنی مکہ نہ کہا جاوے۔ مرزا صاحب نے اس دعوے میں جناب خاتم المرسلین کا منظر ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور منہ دھندہ کافانہ اڑنا کے تحت میں قادیان کو داخل کیا۔

سوم یہ کہ وہ مدینۃ النبی ہے۔ کیوں؟ جب (سعاد اللہ) مرزا صاحب نبی ہیں تو قادیان کو مدینۃ النبی کہنے میں کیا مضائقہ ہے۔ قادیان میری کہ ہے اور قادیان میری نہ منورہ کہ ہے اس سے بھی ختم رسالت کا منظر بن کر دکھایا ہے۔

چہارم یہ کہ قادیان میں جنت البقیعہ ہے کیونکہ جہاں اسکو مدینۃ منورہ کا خطاب دیا گیا تو جس جگہ ایسے نبی کا مقبرہ ہوگا۔ کس لئے وہ جنت البقیعہ نہیں ہو سکتا۔

پنجم یہ کہ مسجد حرام قادیان میں ہے درحقیقت یہ وہ مسجد ہے جو بیت المقدس کے ارد گرد موجود ہے لیکن جب قادیان بغدادی طور پر کہ بن گیا تو اس کی مسجد کو مسجد حرام بننے میں کیا دقت ہے؟ ششم یہ کہ مسجد اقصیٰ بھی یہاں موجود ہے۔ جب قادیان میں مسیح پیدا ہوا اور مسیح کا مقبرہ مسجد نبوی (بیت المقدس) تھا۔ اس لئے قادیان کی دوسری مسجد اقصیٰ ہوئی۔

ہفتم یہ کہ قادیان ہی منارہ بیضا و شرقی و دمشق ہے کیونکہ منارہ ڈرکی جگہ ہوتی ہے اور یہاں نبوت کا نوزاد ہوا۔ اور دمشق ایک مرزا خاندان ہو سکتا ہے۔ مرزا علی خاندان الہیائی اقوام میں بزرگترین قہقہے اس لئے دمشق سے مراد خاص شہر نہیں۔ مرزا صاحب یہاں بھی اپنی غلطی کر گئے ہیں آج کل منارہ لائٹ ہاؤس کو کہتے ہیں اور آپ نے وہاں منارۃ المسیح قائم کرتے ہوئے لائٹ کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ اور اہل اسلام میں سب سے بڑا کفر قوم سادات تسلیم کی گئی ہے۔ مرزائی اور غلوں کو ان کے مقابل میں کچھ وقت نہیں دیجائی۔

ہشتم یہ کہ وہ مہدی آباد ہے کیونکہ یہاں مہدی پیدا ہوا تھا۔ جو کچھ دونوں بعد خود بخود بے اختیار مسیح بنا اور پیر کشن اقدار کا پیرا بن بدل کر اس جہان سے رغبت ہوا۔ لیکن ناظرین! پنجاب کے دوسرے علاقوں میں بھی بعض دیہات کا نام مہدی آباد پایا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہاں بھی ایسے مہدی پیدا ہو کر چکے ہوں۔

نہم یہ کہ وہ آب اللہ ہے۔ لہذا نہ اسی سمت میں واقع ہے۔ اور یہ لہذا نہ کا دروازہ ہے جہاں حضرت مسیح کا نزول ہوگا۔ یہ تاویل ایسی گھڑی ہے کہ جیسے کسی نے کہا تھا کہ صوم و صلوات۔ آن حضرت کے زمانہ میں دوسرے آدمی تھے مفسر نے ان کے سامنے تو قیر کے ساتھ پیش کیا حکم

دیا ہوا تھا۔ مگر بعد میں لوگوں نے غار روزہ گھڑیا۔ غرض کہ اس قسم کی بے سرو پا تاویلیں کی ہیں کہ جتنا کچھ لکھا نہ نہیں +

ذکرۃ الصدر و جملات سے وہاں کے باشندے کی مشرکین میں داخل ہوئے اور کچھ مجاہدین انصار میں۔ مرزا صاحب مرے تو حکیم زوال الدین نے حضرت ابو بکر کا منصب سبھا لاپہر جب وہ مرے تو آج کل حضرت عمرؓ کا زمانہ مرزا محمود صاحب دکھا رہے ہیں۔ مرزا محمود صاحب نے ہر چند اپنی ذاتی اسلام کی اشاعت میں کوشش کی مگر بجائے یکائیت کے مرزائی جماعت میں یکائیت پیدا ہو گئی۔ مشرکوں نے لاہور میں بیت (پیری مریدی) کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مولوی احسن امر وہی قادیان سے آگے ہو کر لاہور میں جماعت میں شامل ہو گئے۔ گو جرنال الدین ظہیر الدین صاحب اردپلی نے آگے جماعت قائم کر لی اور عبداللہ تیاپوری آگے بیت لے رہا ہے۔ یہ چار مذاہب شاخہ اسلامی چار مذاہب کافرتہ ہوں۔ مگر حضرات! اسلامی چار مذہب ایک دوسرے کو حق پر سمجھتے ہیں مگر مرزا نے ان کو باہمی کفر و اسلام کا فرق ہے۔ لاہوری جماعت قادیانی جماعت کو مشرک بتاتی ہے کیونکہ اس نے مرزا صاحب کے مشرک نہ الامام کو صحیح تسلیم کیا ہے اور قادیانی لاہوریوں کو مرتد یقین کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے مرزا صاحب کے طریق مشرب سے انحراف کیا ہے اور ان کو نبی تسلیم نہیں کیا۔ ظہیر الدین اردپلی خلیفہ ظہیر کا مدعی ہے اسکا دعوے ہے کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ میرے بعد یوسف آدمی گاہیں سکیوں ہیں سمجھ لو کہ وہ ظاہری اتر ہے۔ اسے مرزا صاحب کی صحیح جانشینی کا دعوے ہے اور مرزا محمود صاحب اور ظالم قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ قادیان کی طرف منہ کر کے عبادت کرنا افضل ہے کیونکہ وہ کفر کی جہاں ایک رسول نے جنم لیا تھا۔ عبداللہ تیاپوری کا دعوے ہے کہ اسے وہ انکشاف ہوا ہے کہ مرزا صاحب کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ اسکا اپنے بازو سے الامام ہوتا ہے اور اپنی کتاب تفسیر آسمانی میں حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت حوئے خلاف حضرت انانی سے طوطی بنو کا الزام لگاتا ہے۔ وزیر آباد کے پاس ہی پتھر پال ایک گاؤں ہے وہاں کے ایک مرزائی کو یہ خط سوجھا ہے کہ مرزا نے تجھ پر اسلام کو خرمن کیا تھا۔ مگر اخیر تک نہ پتھا سکے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے قہوا (فیہا) بنا کر ہوا کیا ہے اس کے یہ عقائد ہیں۔ شراب جائز ہے۔ اپنی رشتہ داری میں کلاں ناجائز ہے۔ حضرت مسیح یوسف نجا کے بیٹے تھے۔ خندہ ناجائز ہے وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال ان مرزائی چار جاعتوں کا اسرافعاتی ہے کہ مسیح موعود مرزا صاحب ہی تھے۔ اور انکا کلام وحی من اللہ ہے انکے مقابل اہل اسلام کی دونوں جاعتیں (سنی شیعہ) ان دونوں امور کی منکر ہیں

۴ اور اس کی ذرا کافی کا مشابہ حاصل کر رہے ہیں کیونکہ اس کے بعد آپ بھی مدعی نبوت ہو گئے کہیں +

صرف ملکی ہی نہیں بلکہ مرزا صاحب کو شروع سے انگریزوں کا خداداد مرتد قرار دیتی ہیں اور میں دین مملکت اور عبادات میں ان سے الگ رہی ہیں۔ اور آج کل مرزا محمود کے زمانہ میں وہ بھی اہل اسلام سے الگ ہو گئے ہیں۔ سنی شیعہ تمام مرزائی جماعتوں کو مرتد خارج از اسلام یقین کرتے ہیں اور مرزائی جماعتیں سنی شیعہ کو کافر یہود و نصاریٰ اہل کتاب کے مساوی جتنے ہیں۔ اب مرزائی اور غیر مرزائی میں کفر و اسلام کا فرق ہے۔ ذرا انکی ہاں شادی ہو سکتی ہے اور نہ انکی انکے ہاں۔ کفن و دفن۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ جنازہ بھی الگ الگ ہے اور یہ امر بالکل روز روشن کی طرح ظاہر ہے اس میں کسی قسم کا خفا نہیں۔ مگر باوجودیکہ اہل سنت شروع سے ہی الگ رہے ہیں آج کل ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ اہل سنت کی لڑکیاں جبراً مرزائی جماعت کے عقد نکاح میں مجبوری ہیں۔ یہ صاف انکی حق تلفی ہے۔ اہل سنت اور شیعہ اسلام میں قدیمی دو فریقے چلے آئے ہیں اور مرزائی جماعت آج ہم سے الگ ہوئی ہے لہذا اپنے لئے الگ نبی مانتی ہے مگر یہ ظلم ہے کہ گورنمنٹ کے نزدیک وہ تو اسلام میں داخل شمار کئے جاتے ہیں اور ہم سنی شیعہ اہل کتاب یہود اور نصاریٰ تصور ہونے لگتے ہیں۔ ہم انکی لڑکی سے سکراری طور پر نکاح نہیں کر سکتے اور وہ اہل سنت کی لڑکی سے باقاعدہ نکاح کر سکتے ہیں۔ جبکہ گورنٹ مذہبی معاملات میں اپنی قواعد کی رو سے دخل اندازی نہیں کرتی تو کیا وجہ ہے کہ مردم شماری کے قانون سے مرزائی جماعت کو ہم میں شامل کیا جاتا ہے۔ جب ایک ہندو یا سکھ اپنے مذہبی عقائد چھوڑنے سے قانوناً اپنی قوم اور مذہب سے الگ کر دیا جاتا ہے تب سمجھتے ہیں کہ اہل اسلام میں جب ایک جماعت ایک نئے نبی کی پیروی میں جاتی ہے تو کیوں اسکو قدیمی اسلام سے خارج تصور نہیں کیا جاتا؟ بلکہ جو جماعت کو اہل قرار دیکر قدیم اصول مسلمانوں کو خارج از اسلام قرار دیا جاتا ہے اس لئے ہم گورنٹ کی خدمت میں استدعا کرتے ہیں کہ اولاً جب وہ ہم سے متفرق ہیں اور ہم ان سے متفرق ہیں تو کس لئے انکے ساتھ باہمی نکاح و ملاقات کا سلسلہ قائم رکھا جاتا ہے؟ اور ثانیاً جب اہل سنت و شیعہ قدیمی مسلمان ہیں اور مرزائی جماعت کل پیدا ہوئی ہے تو ہمارے حقوق کی پاسداری کیوں نہیں کی جاتی؟ کیونکہ وہ ہم سے خارج ہوئے ہیں نہ کہ ہم ان سے اور انہوں نے نیا نبی تسلیم کیا ہے

ذکر ہم نے +

خاتمہ خیال ہو گا کہ مرزائی اور غیر مرزائی میں فروعی اختلاف ہے اس لئے حقیقت و حقائق فرق ایک دوسرے کے نزدیک اسلام میں داخل ہیں۔ یا کم از کم گورنٹ کے نزدیک انہیں کچھ فرق نہیں۔ اس لئے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ فریقین میں ہونی اختلاف ہے نہ فروعی اور ایک دوسری

کو خارج از مذہب ہی نہیں سمجھتے بلکہ خارج از اسلام یقین کرتے ہیں۔ ذیل میں چند امور پیش کی جاتے ہیں جن سے یہ امر بالکل صاف اور مدلل ہو جاتا ہے کہ مرزائی اور غیر مرزائی فریقین میں اختلافی اور اصولی اختلاف ہے جبکہ انجام کفر و اسلام کا فرق قرار پاتا ہے۔

اول دفعات مسیح، اس کے متعلق سنی شیعہ دو متفق الاعتقاد ہیں کہ وفات مسیح کی کوئی اصلیت نہیں تین سو سال سے تمام فرق اسلامیہ یہ سلسلہ تسلیم ہو چکا ہے روایات میں صاف بیان ہے کہ ان حیلے لوہیت۔ انا راجع الیک۔ واللہ فی نفسی میں ہیں لیکن عیسیٰ بن مریم۔ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت عدم موت کا ذکر ہے موق کا ثبوت مذکور نہیں۔ مرزا صاحب کے نزدیک حضرت مسیح مرگئے۔ یہودیوں نے صلیب پر چڑھایا تھا۔ مگر وہاں سے بچ کر گریسر میں لگ گئے۔ اگر مرے۔ قرآن شریف میں توفی کا لفظ مذکور ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ آیات قرآن کے خلاف ہے اور صرف وہیات پر مبنی ہے۔ صاف لکھا ہے کہ مَا قُلْنَا مَوْتًا صَلْبًا۔ سری مگر میں اگر مسیح کی قبر ہے تو عیسائی سلطنتوں کو کیوں یقین نہیں لایا جاتا۔ پہلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ کہ ایک نبی کی قوم برسر ترقی ہو۔ اور ابھی تک اپنی نبی کی قبر سے بھی واقف ہی ہو۔ باقی رہا توفی کا لفظ سودہ موت کا مراد نہیں۔ اسی طرح کے ادبی مرزا صاحب نے استدلال پیش کئے ہیں کہ جنہیں حضرت مسیح کی نسبت مرتد موت کا لفظ پیش نہیں کر سکے اور نہ آئندہ مرزائی جماعت پیش کر سکیگی۔ اور ہر ادھر کے مذہبی استدلال پیش کئے ہیں کہ جبکہ اسلام میں کچھ وقت نہیں۔

دفعات مسیح پر مرزائیوں نے تقریباً تیس آیتیں پیش کی ہیں کہ جنہیں سے کچھ تو ایسی ہیں کہ جن سے عام انسانی فطرت کے متعلق کوئی حکم ثابت کیا جاتا ہے خصوصیت کا کوئی ذکر نہیں۔ جیسے کھانا پینا۔ لفظ سے پیدا ہونا۔ زمین پر رہنا جیسا وغیرہ جو عیسے حضرت مسیح اپنی ولادت میں ایک نشان قدرت بن کر دنیا میں آئے اور عام قانون قدرت سے مستثنیٰ ہیں اسی طرح کچھ عیسائیوں کو اس جہان سے رخصت ہوتے ہوئے بھی کسی انوکھی صورت سے اٹھائے گئے ہوں جیسے دے سکڑا دے سکڑا اللہ سے ثابت ہوتا ہے ورنہ صلیب زندہ آتا جاتا اور کشمیر میں جا کر مرنا اور پھر کسی مخالف کو خبر تک نہ ہونا۔ ایک تو شان نبوت اور منصب تبلیغ کے خلاف ہے۔ پھر اس میں نشان قدرت اور تعالیٰ کی کارگزاری نہیں پائی جاتی۔ کہ جبکہ مدعی خود قرآن ہے۔ کہے ہاں بعض لائل ایسے ہیں کہ جن سے منمنی طور پر وفات مسیح ثابت کر نیکی کو شکر کی جاتی ہے

جیسے آیت القلوب یا آیت الوفاء۔ آجکل آیت مخاطب پر بشارت زور دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسکا جواب نہیں ہو سکتا۔ دراصل یہ دلیل ایسی کمزور ثابت ہوئی ہے کہ آج تک اس کے پاؤں ایک سلع پر قائم ہی نہیں۔ شروع شروع میں جب عیسائیوں نے اسلام پر یہ اعتراض کیا تھا کہ انجیل حضرت مسیح کو مصلوب قرار دیتی ہے اور قرآن غیر مصلوب بتاتا ہے اب یہ انجیل کا مصدق کیسے بنے؟ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب شائع کیا تھا کہ ہمارے منسخر انجیل غلطی پر قائم رہے ہیں۔ قرآن حضرت مسیح کو غیر مصلوب اس مفہوم سے قرار دیتا ہے کہ انکی صلیب کی ہڈی توڑ کر انکو مردہ نہیں کیا گیا بلکہ انجیل کے مطابق قرآن بھی یہ تسلیم کرتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر کھینچے گئے ہیں چند سطور کے بعد آپ بکھتے ہیں کہ لما توفیتنی اور متوفیات دونوں لفظ وفات پر صراحت دلات کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے یہی دونوں دلائل اپنی کتابوں میں پیش کر دئے مگر جب اہل اسلام کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ متوفی میں ماضی کا زمانہ کہاں ہے؟ واو میں ترتیب کیسے؟ وقت میں زمان ماضی کا نہ کہ کہاں؟ یہ تو قیامت کو سوال ہوگا۔ اور حضرت مسیح جواب دیئے۔ اور اس سے پہلے حضرت مسیح کی وفات ہو چکی ہوگی تو حضرت مرزا صاحب نے خود یا محمد حسن کے ایما سے اس دلیل کا اور نسخہ تبدیل کیا۔ وہ یہ کہ انت الرقبہ علیہم میں نفی علم کرتے ہیں دوبارہ آئیں گے تو نفی علم کیسے کر سکیں گے؟ مگر اسکا جواب یوں دیا گیا کہ نفی رقابت اور شے ہے اور نفی علم اور شے۔ یہ ضروری نہیں کہ جو کسی چیز کا ذمہ دار ہو وہ اس چیز کو جانتا ہی نہیں۔ پہر جب رقابت اور علم کو لازم ملزوم قرار دیکر دلیل پیش کی گئی تو یوں جواب دیا گیا کہ انیس مسافات کا تلام نہیں بلکہ عام خاص ہیں۔ غرض کہ اس دلیل کا یہ پہلو بھی بدواً غلط ہے کہ انت الرقبہ علیہم شہید کا جزو فناء استلال قائم کیا گیا کہ یہاں علم کا صاف انکار ہے۔ اگر ترتیب کے تو وجود تثلیث سے اپنی لاعلمی کیوں ظاہر کریں گے لیکن اسکا جواب واضح ہے دیا گیا ہے ایک الازمی دوسرے حقیقی۔ الازمی پہلو یہ تھا کہ اس پہلے ایک لاعلمی کی آیت ہے کہ جیسے صاف مذکور ہے کہ یدوم یجمع اللہ المرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا خدا تعالیٰ انبیاء سے سوال کر گیا کہ تمہاری قبولیت کیسے ہوئی؟ تو وہ کہیں گے کہ ہمیں معلوم نہیں اب جس جگہ صراحت تمام انبیاء اپنی خاص ثبوتی سے لاعلمی ظاہر کرتے ہیں تو حضرت مسیح اگر خدا تعالیٰ کا علم ظاہر کرینگے تو کون کون جڑی بات ہوگی۔ اور حقیقی پہلو یہ تھا کہ شہید اور عالم یا مومن آپس میں موازنہ نہیں۔ ورنہ امت محمدیہ کو شہداء علی الناس کا خطاب کیسے عطا ہو سکتا ہے۔ مان لیا کہ امت محمدیہ

کو علم بطریق مشاہدہ نہ سہی بطریق اخبار یا ابتداء عن اللہ تعالیٰ ہوگا۔ مگر حضرت مسیح ہی اس طریق سے خبر من اللہ ہو کر عالم اشاعت عقیدہ تثلیث ہو گئے نہ ذاتی مشاہدہ سے انکو علم ہوگا۔ اپنے چشم دید حالات سے انہیں کچھ خبر ہوگی۔ خود مرزا صاحب کا بیان ہے کہ ششتری سال تک یہ رہے۔ اب بتاؤ کنت علیہم شہید کیسے صادق آتا ہے؟ اصل حقیقت یہ ہے کہ مشاہدہ کسی شخص میں موجود ہے آپ کی تمام عمر کے ایام کو محیط نہیں ہوتی۔ یہ جواب دیکھ کر اس دلیل کو بھی پاؤں اکھڑے۔ پہر سارے لفظ چھوڑ کر مادمت فیہم استلال میں پیش کیا گیا کہ جب مسیح ہوئے کیا گیا کہ حضرت مسیح اپنا علم مشاہدہ اپنی مدت العمر میں منحصر کرتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مادمت فیہم کے علاوہ کنت علیہم شہید کا وجود نہیں۔ اسکا جواب صاف غلط ہے کہ مادام المسیح فی المسلمین کا زمانہ بینک اس میں مذکور نہیں۔ اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مادام المسیح فی غی اسراہیل مراد ہے۔ مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ کے کہنے سے دوسرے زمانہ کی نفی نہیں ہو سکتی بینک ذکر میں حرف خبر بیان نہ کیا جاوے تو دین صحر میں بھی یہ شرط ہے کہ نفی عن غیر بشر مثل ہو۔ ورنہ معمولی ذکر یا سرری حصر سفید مطلب نہیں ہو سکتا۔ وہ کون عقل کا دشمن ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے سوا معاذ اللہ کوئی اور نبی نہیں ہوا۔ اب جب ساری استدلال کے پہلو نکمہ ثابت ہوئے ہیں تو پھر وہی توفی کا سہارا لیتے ہوئے یہ دلیل یوں پیش کی جاتی ہے۔ کہ عقیدہ تثلیث آں حضرت علیہ السلام کے زمانہ میں بھی موجود تھا ظاہر ہے کہ توفی پہلے نہ تھا بلکہ بعد میں پیدا ہوا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ توفی اور عقیدہ تثلیث میں تقدم و تاخر زمانی ہے۔ اب اس زمانہ میں بلکہ آں حضرت علیہ السلام کے زمانہ میں بھی وجود عقیدہ تثلیث تسلیم کیا گیا ہے تو توفی کے ماننے سے کیوں انکار کیا جاتا ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ ہم بھی یوں ہی کہتے ہیں کہ توفی پہلے ہوئی اور وجود عقیدہ تثلیث بعد میں ہوا۔ مگر توفی کے ماننے سے ذرا سا اشتباہ ہے۔ کیا توفی یعنی موت ہے؟ کیا جس طرح مرزائی توفی بنی اسرائیل سے توفی میں اسی طرح کسی امام یا مجتہد یا کسی مستند عالم یا علما نے مانے ہیں؟ اگر نہیں۔ دوسرے مستند کا قول یہود و نصاریٰ اور معتزلہ نے کیا ہے۔ اصل سنت میں سے کوئی بھی اسکا قائل نہیں مگر قائل تو منہج یہ امر ہے کہ کیا وفات مسیح اب بھی ہے؟ اسوقت بھی حضرت مسیح مردہ ہیں یا تہوڑی دیر میں کہ حسب روایت انجیل زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گئے ہیں؟ یہ سب سوال

ہیں۔ پہلے دونوں حال اہل اسلام میں سے کسی نے معتبر نہیں سمجھے۔ ان تیسرے مسائل کے لئے لوگ قائل ہیں مگر وہ پہلے دو مسائل کے قائل نہیں مگر صاحب نے قوفی پر خود یا کسی کے مشورے سے ایک ماحشیہ لگایا ہے کہ اسکا قائل اہل اہل و اہل انساں ہو تو موت کے معنی میں صحیح ہے۔ ورنہ وہ وصیت یا قبض مطلق کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اس ماحشیہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے نزدیک ہی قوفی کا لفظ نفس علی الموت نہیں ورنہ شرائط لگانا بے فائدہ تھا۔ شرائط کا وجود صاف ظاہر کرتا ہے کہ مرزا صاحب قوفی کے لفظ کو مشتبه المعانی سمجھتے ہیں۔ کہ جس کے بعض جگہ کچھ معنی ہیں اور کسی جگہ کچھ۔ ورنہ ایذا دی شرائط کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر با اس ہر جب آیت القوم (یتوفی الا نفوس) پیش کی جاتی ہے تو قبض روح ناقص کی تاویل کر لیتے ہیں۔ یہ تاویل بھی قوفی کے مشتبه الدلالة پر خود کافی دلیل ہے۔ مگر جب ہم قوفی میں قبض بلا استیجاب وغیرہ واقف تر ترتیب پیش کرتے ہیں تو صاف کہا جاتا ہے کہ یہ قرآن و حدیث کی مخالفت ہے اور انت بھی اس کی تائید نہیں کرتی۔ مگر حیرت ہے کہ مرزا صاحب کا قوفی کو قیود سے متعذر کرنا۔ اور آیت النعم میں اپنے شرائط کی موجودگی میں انسانی روپیہ دینے سے گریز کرنا صاف زبردستی اور محکم نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ کوئی لغت ہے کہ جس میں مرزا قیود مذکور ہیں یا وہ کوئی کتاب ہے کہ جس میں قوفی کا لفظ باوجود انہی قیود کے صحیح الدلالة علی الموت لکھا ہے؟

غلاصہ یہ ہے کہ انکی یہی دلیل آیت تکالیف تھی کہ جسکا خاکہ آپ کے سامنے کھینچا جا چکا ہے۔ اب رد احادیث سے استدلال سوا اسکی نسبت مرزائیوں کا عام خیال ہے کہ سوائے حذا یافتہ کے کوئی تصدیق مرزا صاحب نے کی ہے باقی تمام غیر معتبر ہیں۔ کچھ قصہ کہانیاں ہیں اور کچھ بنادنی باتیں۔ بہ حال دونوں قسم کی احادیث معتبر نہیں۔ ان الزامی طور پر احادیث سے بھی استدلال کیا کرتے ہیں چنانچہ انکی طرف سے پہلی حدیث یوں بیان کی جاتی ہے کہ ایوا قیت والجواہر میں یوں ہے کہ (لوکان مویہ و عینے حیین) "اگر مویہ و عینے زندہ ہوتے" جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اب زندہ نہیں ہیں۔ جو آپیش کہا جاتا ہے کہ غیر مستند حدیث کیوں پیش کی جاتی ہے؟ اسکا راوی کون ہے؟ احادیث مستندہ صحیحہ کے خلاف ایک منکر حدیث کو پیش کرنا کونسا اسلام ہے؟ ایوا قیت والجواہر نے فتوحات کا حوالہ دیا ہے اور فتوحات میں صرف لوکان مویہ صحتاً ذکر ہے قصیم نقل کون کر گیا اس حدیث پر اس قدر سوال پیش کی گئی ہیں کہ کوئی استا نہیں مگر مرزائیوں کی طرف سے ایک ہی جواب نہیں۔ دوسری حدیث

کامنفون یوں ہے کہ علیہ علیہ السلام ایک سو بیس سال کی عمر پا کر مر چکے ہیں اور یہ کہ نبی اپنے بیانی مقدم الرسالہ نبی کی نصف عمر پاتا ہے۔ جیسے کہ حضور علیہ السلام نے تقریباً ساٹھ سال عمر پائی ہے۔ مگر یہ حدیث بھی موضوع ہے۔ کسی مستند کتاب میں صحیح روایت سے نقل نہیں ہوئی۔ اگر صحیح مانا جائے تو مرزا صاحب کی عمر بیس سال کی ماننی پڑتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہی بتی ہو نیکا دعویٰ کیا ہے۔ یا انکی نبوت مشکوک ہے۔ علاوہ بریں جب دوسرے انبیاء کی عمروں پر یہ حدیث منطبق کی جاتی ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اصلیت کچھ نہیں۔ تیسری حدیث ذکر الوفا ہے کہ آن حضرت کی وفات میں جبکہ شک پیدا ہوا تھا۔ تو خلق خلت قبلہ الرسل سے وفات محمد پر استہلال کیا گیا تھا سوا اسکا جواب بھی یوں ہی دیا جاتا ہے کہ اولاً اس حدیث میں صاف مات محمد کا لفظ موجود ہے ثانیاً خلعت من قبلہ الرسل غلو حد رسالت نبیاً ثابت ہوتا ہے کہ جس سے موت انبیاء کی طرف بطریق کثرت ذہن متعلق ہو سکتا ہے اس میں موت کی صراحت نہیں۔ ورنہ قد خلعت حسنة الاولین میں ماتت سنة الاولین کہا پڑیگا۔ جو صریح عقل و نقل کے خلاف ہے ثالثاً الرسل میں جملہ رسل بحیثیت مجموعی مراد ہیں۔ انفرادی مراد نہیں۔ ورنہ اس کے بعد کلام اجمعین کا لفظ بھی شامل ہوتا۔ اب بحالت مشتبه تمام انبیاء کی موت ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔ ہمیں خوف ہے کہ ایسے عوم سے احکام یا اخبار کے مثبت نہیں یہ نہ کہیں کہ انسان از قسم نباتات ہے یا نہ کہ انہیں کیونکہ انہ کو من الارض نباتا قوتیں ہیں نہ ہوں اور یہی نہ کہیں کہ تمام انسان دونوں جنسی ہیں کیونکہ قرآن شریف میں صاف صراحت مذکور ہے لا ملین جہنم من الجنۃ والناس اجمعین خدا تعالیٰ ایسے مجتہدین سے پناہ بخشے۔ کہ میں کا مبلغ علم صرف خطابات مرزا ہوں یا توہمات نفسانیہ یا حدیث النفس۔ جو تحقیقی حدیث میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضور علیہ السلام قیامت کے روز اصیحا بی اصیحا بی پکاریں گے تو جواب ملے گا کہ جو کچھ انہوں نے آپ کے بعد میں کیا آپ نہیں جانتے۔ بہر حفظ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں بھی وہی عذر پیش کر دینا جو حضرت یسوع پیش کریں گے۔ کہ کنت علیہم شہیدا الا یہ طریق استدلال یوں بیان کیا جاتا ہے کہ آن حضرت علیہ السلام نے اپنی قوفی کو سبھی قوفی سے تشبیہ دی ہے مگر جب محمدی قوفی بننے موت ہے تو سبھی قوفی ہی بننے موت ہوگی۔ اور ہماری طرف سے یوں کہا جاسکتا ہے کہ عرف تشبیہ کہاں؟ وجہ شبہ کیا چیز ہے؟ کجا کا لفظ قوفی کے در بیان مذکور ہے قوفی کے در میان کیسے ذکر ہوا ہے؟ علاوہ بریں جبکہ قوفی بمعنی رفع جسمانی ہی مراد لیکر

میں صحیح ہو سکتے ہیں تو خواہ مخواہ کیا ضرورت ہے کہ توفی سے وفات سیح مراد لیں؟
 پانچویں حدیث میں حضرت امام حسن کا خطبہ پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالبؓ
 وہ ۱۲ رمضان کو شہید ہوئے۔ یہ وہ رات ہے کہ جس میں حضرت سیح کی روح قبض ہوئی؟
 اب اس پر چند سوالات پیدا ہوتے ہیں جتنک انکا جواب نہ دیا جاوے یہ قابل استدلال نہیں
 ہو سکتی کیا تاریخی عبارات میں احادیث صحیحہ کا مقابلہ کر سکتی ہیں؟ کیا اس عبارت سے یہ
 ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سیح اب بھی مردہ ہیں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ شائد رادی کا مذہب
 انجیل کے مطابق حضرت سیح کے چند گھنٹے موت کا ہو؟ کیا کوئی صحیح روایت واقعہ صلیب کے خلاف
 نہیں کہ جس میں موت کی نفی ہو؟ کیا واقعہ صلیب ات کو ہوا تھا؟ اسم موصول سے بیان کرنا
 مخاطب کے علم کا ثبوت دیتا ہے۔ مگر تعجب ہے کہ حضرت سیح کی وفات ۲۴ رمضان شریف کی
 رات کو نہ کسی اسلامی تاریخ نے بیان کی ہے اور نہ عیسائی تاریخیں اس کی تائید کرتی ہیں۔ کیا
 ہر ایک روایت کو صحیح تسلیم کرنا خصوصاً روایات صحیحہ کے مقابلہ میں خارج از مین نہیں؟
 دوم۔ (سیح کی نوعیت) اسلام میں سیح شخص واحد کا نام ہے مگر مرزا صاحب کے نزدیک سیح دو ہیں
 ایک سیح نامہری جو یسوع کے نام سے مشہور ہے دوم سیح محمدی جس کے خود دعویٰ ہیں۔ دلیل
 یوں ہے کہ روایات میں سیح کے دو طے بیان ہوئے ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ مختلف اوقات میں مشتبہ
 وضع قطع و مختلف اور جزدی توفی سے بیان ہو سکتی ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی دو ہیں گم
 سوم۔ (سیح کی عصمت) اہل اسلام میں آجکی عصمت میں اتفاق ہے۔ مگر مرزائی جماعت آپ پر کمر بزم
 اور جھوٹ و فحش کا الزام لگاتی ہے۔ یہ پروردگار کی یہ الزام خدائی طرف منسوب کیا جاتا ہے (شرم)
 چہارم۔ ہمارے نزدیک سیح بن مریم الہیہ اور امام ہدی کا ظہور الگ۔ مگر مرزائیوں نے دونوں
 کو ایک تسلیم کیا ہے دلیل یہ ہے کہ لامصلحتی الایضے گم کہتے ہیں کہ بعد تسلیم عصمت حدیث کے
 قریب زمانہ مراد ہے۔ کیونکہ دوسری روایات میں تصریح ہے کہ ہدی کا زمانہ دس سال
 پہلے ہوا۔

پنجم۔ (بروزیہ) مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ سیح میں دوسرے نبیوں کی روحیں ظہور پذیر ہوتی
 ہیں مگر اسلام میں یہ عقیدہ مردود ہے۔ کیونکہ بروزنا ورناسخ آپس میں تقریباً مترادف ہیں
 بلکہ یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے اس لئے قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔
 ششم۔ مرزا صاحب کے نزدیک تمام انبیاء کے نام ایک نام کی دیگران تصور کی گئی ہیں اور جب ظاہری

روایات تائید اہل اسلام و مرزائیت

علوم میں ایک شخص واحد مختلف درجہ دار دیگران محال کر سکتا ہے تو نبوت کے میدان میں ایک ظالم
 ترقی پزیر مختلف درجہ دار کیوں نہ محال کر سکیگا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب کا پہلا قدم تصوف پر ہے
 اور آخری قدم کرشن اور تار پر دریاں میں کبھی ہدی۔ مریم۔ ابراہیم۔ داؤد۔ سلیمان بنتے ہیں
 اور کبھی غلام اہل بیت اور خادم سلسلہ نبوت۔ پھر کبھی رنگت بدلتی ہیں تو بکار ہوتے ہیں کہ
 ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو + اس سے بہتر غلام احمد ہے

لیکن اہل اسلام کے نزدیک یہ سب کچھ خرافات میں داخل ہے۔ اسکی تائید قرآن سے ملتی ہے
 اور نہ حدیث سے بلکہ یہ تو ہم صرف غیر قریشی صوفیاء کی شلیحات سے ملتا جلتا ہے جس سے خود
 صوفی بھی دست بردار ہوئے ہیں۔

ہفتم۔ (ختم رسالت) مرزا صاحب کے نزدیک ختم رسالت کے صرف ہی سنے ہیں کہ جیسے ایک مفسر
 کے پاس ہر ہوتی ہے اسی طرح یہ سچا جس قدر ہی آئیگی انکی منظوری اور توفیق سے آئیں گے
 جب تک ہر محمدی (وہ بھی خیالی) انپڑ ہوگی وہ اتنی ہی نہیں بن سکیں گے۔ اہل اسلام کے
 نزدیک یہ عقیدہ بالکل خلاف عقل و فہم ہے۔ ختم کے لفظ میں جو تصرف کیا ہے وہ صرف
 پنجابی محاورات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا ہے۔ پنجاب میں عام طور پر کہا جاتا ہے کہ فلاں کے
 پاس ذمہ داری یا بندہ داری کی مہر ہے یعنی وہ افسر ہے اور اہل موضع اس کے ماتحت ہیں
 مگر یہ پنجابی محاورہ عرب کے الفاظ میں داخل کرنا محض لاعلمی و جہالت ہے عرب کے محاورے
 میں خاتمہ کل شئی آخر کے کچھ ہیں یعنی آخری جزو کو کہتے ہیں اور یہی مفہوم جو وہ سو سال
 سے تسلیم کیا گیا ہے نئے نئے تخیلات کے معانی قابل وثوق نہیں۔

ہشتم۔ (امکان نبوت) مرزا صاحب کے نزدیک آج حضرت علیہ السلام کے بعد دوسرے نبیوں کا آنا
 ممکن بلکہ ضروری ہے استدلال میں لفظ داخین منہم پیش کیا جاتا ہے اور کبھی یہ حدیث پیش
 کرتے ہیں لو کان ابراہیم حیاً لکان نبیا۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اگر
 تسلیم کر لی جائے تو چونکہ جملہ شرطیں اس لئے اس کے اطراف (شرط و جزا) سے کوئی حکم
 پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور آیت پیش کروہ میں متہم کا قرینہ مرزا صاحب کے خلاف ثابت ہے
 علاوہ ازیں اہل سنت میں یہ قاعدہ مسلم ہے کہ جو حکم صریح نصوص قطعیہ کے برخلاف آتا ہے
 کیا جاوے وہ مردود ہوتا ہے۔ جب خاتم النبیین اور (انجی بعدی) لوکان بعدہ نبی
 لکان جسر وغیرہ جیسے الفاظ صریح موجود ہیں تو مرزا صاحب کی دماغ سوزی کب اور کب تک

تعلیم جو سچی ہے۔ لفظ نبوت میں بعد یہ تسلسل لینا مرزا نیوں کو کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ کیونکہ بعد یہ تسلسل کے
مٹنے بھی تیرہ سو سال کہیں سے ثابت نہیں ہوئے جس پر وہ اتنا اترتے پھرتے ہیں۔

نہم۔ (بروز) ہمارے نزدیک بروقت خدا اسلام میں کہیں تعلیم نہیں کیا گیا۔ ہم اسکو تاسیح کر
سادہ سمجھتے ہیں۔ جیسے تاسیح کا مسئلہ اہل اسلام میں مردہ ہے ایسے بروقتی آدمی و آدم
سے کہیں دور نہیں۔ ممکن ہے کہ مرزا صاحب نے کرشن افکار بننے کے لئے یہ مسئلہ ہندوؤں کو
مائل کیا ہو۔ مگر افسوس کہ ہندو ایک بھی متفقہ نہ ہوا۔

دہم۔ (منصب نبوت) اہل اسلام کے نزدیک منصب نبوت صرف خدا وادعت ہے کسی کے ادب اور
اخلاق کو اس میں دخل نہیں۔ اگرچہ حکمت الہی ہمیشہ سے منصب نبوت علما کرنے میں بظاہر اعمال
واقعا کو علت تامہ نظر کرتی رہی ہے مگر حقیقت یہ علت تامہ نہیں۔ فلاسفہ یونان کے
زویک دکر مرزا صاحب جن کے دلدادہ ہیں، تغلی عن الرزائل و تغلی بالفضائل تحصیل منصب نبوت
کے لئے علت تامہ ہے۔ اسی بنا پر فلاسفہ یونان کسی نبی کے ماتحت نہیں رہے۔ مرزا صاحب
کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ انسان آہستہ آہستہ ترقی کے مرتبہ رسالت تک پہنچ سکتا ہے۔ آپ
فرماتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم میں منصب نبوت مراد ہے۔ اور حقیقۃ الوحی میں
صراحت بیان کیا ہے کہ اسلام نے ہمارے سامنے ایک ایسا پاکیزہ کورس پیش کیا ہے کہ جس پر
کاربند رہنے سے ہر ایک انسان منصب نبوت تک پہنچ سکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب
کے نزدیک منصب نبوت کسی ہے اور اسلام میں وہی اور محض فضل ربی ہے۔ دلائل کے لئے
ہزاروں آیات پیش کی جاسکتی ہیں۔

یا زوہم۔ (وجود مجدد) اہل اسلام میں مجدد کے یہ معنی ہیں کہ اہل اسلام میں مرد و زمان اور دعوی
فطالت کے بروقت موجود ہونے سے جو جو ہول اسلام میں یا فروعیات میں اگر کچھ شدت ضعف
یا اولیہ و اولیہ اور کیتہ و کیتہ کا فرق آگیا ہو تو مجدد آکر فتنہ کرے۔ جسکی نسبت ہر صدی
کے اخیر پانے کی خبر دی گئی ہے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ ہر ایک صدی کے اخیر پہ شروع پر
کون کون مجدد ہو گزرے ہیں۔ اہل سنت و جماعت کا یہ فیصلہ ہے کہ مجدد سے مراد جماعت علما ہے
جو ہر ایک صدی میں لوگوں کو راہ راست کی طرف بلاتی رہتی ہے۔ مجدد کی شخصیت غیر متیقن ہے
یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام کے ہر ایک فرہم نے اپنے اپنے مجدد الگ شمار کئے ہیں۔ یہ ضروری
نہیں کہ مجدد خود دعویٰ بھی ہو کر شاعت کرے۔ مگر مرزا صاحب کے نزدیک مجدد کے افراد

شخصیت گزرے ہیں افراد کلیتہ نہیں اسی واسطے عام طور پر ہر سوال کیا کرتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب
مجدد نہیں تو اس صدی کا امام اور مجدد کون ہے؟ اگرچہ ہم اس کے جواب میں کہہ سکتے ہیں کہ مرزا
حال میں بہت سے ایسے علما و نامور موجود ہیں کہ جن کے عقیدہ تندرک و کھجور دیکھتے ہیں اور تہذیبی و فکری
گزری ہے کہ مولانا محمد قاسم مرحوم اور مولانا رحمت احمد مرحوم جہا جہا کی اپنے وقت کے مجدد
کہے جاسکتے ہیں۔ جبکہ خوشہ چین مناظرین اہل اسلام مولانا اور مرزا صاحب خصوصاً ثابت ہوئے
ہیں۔ مگر تاہم یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ زمانہ حال میں علما و نامور تجدید دین میں کوشاں ہیں۔ مثلاً یہ
مرزا صاحب کے نزدیک شاید تجدید کے یہ معنی ہو کہ اہل اسلام کے متفقہ قدیمی اور مسلمہ اصول
کی ترمیم و ترمیم بحال کرانے کی بجائے نئے تغیرات اور نئے عقائد اور اصول قائم کئے جائیں اور انکا نام
اہل اسلام رکھا جاوے۔ سو اگر یہی معنی ہیں تو ہمیں عبور تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ بیشک مرزا صاحب
سے پہلے مرزا محمد علی صاحب مجدد ہو گزرے ہیں اور پھر خود مرزا صاحب انکے جانشین اور
نعم البدل ثابت ہوئے ہیں۔

دوازوہم۔ (وجود امام وقت) مرزا صاحب کے نزدیک امام سے مراد خود انکی ذات ہے یا وہ شخص یا وہ
ہو سکتا ہے جو معی ہدایت یا سیرت ہو یا کم از کم اسکا قائم مقام ہو۔ مگر اہل اسلام کے نزدیک یہ
وقت مراد یہ تعظای انو میں جو انکی اطاعت نہ کر گیا وہ باطنی تصور ہوگا اور حرام موت مرگا۔

سیر وہم۔ (آیات قرآنی) ہمارے نزدیک سب سے بڑھ کر آیات قرآنی ہیں۔ مرزا نیوں اور خود مرزا صاحب
کے نزدیک المات مرزا آیات قرآنی سے بڑھ کر ہیں۔ آیات تشابہات اور آیات حکمت کے الفاظ
ہمارے نزدیک غیر قرآن میں مطلق نہیں ہو سکتے۔ مگر مرزا صاحب اپنی اہمات میں یہی یہ وہ و لفظ
اطلاق کر لیتے ہیں۔

چہارم۔ اہل اسلام میں آیات قرآنی کا اہل مطلب وہی مستبر ہے جو صحابہ ائمہ کے اقوال اور شخصیت
علیہ السلام کی احادیث سے تائید پائے ہوئے ہو۔ اپنے منکھڑت خیالات کے مسائل کی اسلام
میں کوئی وقت نہیں۔ مگر مرزا انی صاحبان سب سے بڑھ کر وہ مطلب مستبر سمجھتے ہیں جو مرزا صاحب
نے اختراع کیا ہے یا جو انکے عقیدہ مندوں نے بعد میں دماغ سوزی کی ہے۔ یہ وہ طریق مستبر
ہے کہ جس کی تائید کسی عیسائی مورخ یا انجیل اور تورات وغیرہ سے ہو چنانچہ انکی تمام تفاسیر و ترقی
جائز احادیث کی بجائے انجیل و تورات وغیرہ کی عبارتوں سے بھری پڑے ہیں۔

پانزوہم۔ یہ کہ انکے اہل اہل اسلام کے مسئلہ قصص و معراج جہانی۔ اصحاب کہف۔ جنتہ آدم و حوا وغیرہ

نادر صلا - فوج عظیم - شق قمر - وغیرہ تمام جھوٹے میں کیونکہ عیسائیوں نے ایسے امور سچے قلم نہیں کئے۔

باجوہ یہ مختصر تذکرہ امور پیش کے کئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم میں اور مرزائیوں میں بھلی فرق ہے صرف فروعی نہیں۔ اور ایسے دور و مار کے اختلافات کے چوتے ہوئے ہم انہیں اسلام میں داخل نہیں سمجھتے کیونکہ انکی کوئی بات اہل اسلام کے ائمہ اور صحابہ میں سے کسی ایک کے موافق نہیں جو مسائل انہوں نے اپنے دستور العمل بنائے ہیں انہیں سے کچھ فلسفہ قدیم پر مبنی ہیں اور کچھ تخیلات جدید کا مجموعہ ہے۔ ہر ایک عقلمند انسان کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور امید ہے کہ خود مرزائی بھی ہیں یقین دلاؤ گئے کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے مرزائی اعتقادات کا نام و نشان تک نہ تھا۔ انہوں نے اسلام کی پرانی چار دیواری کو ہمارے ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنانی تجویز کی ہے۔ انکی اس نئی دنیا و پر شروع سے ہی اہل اسلام کی طرف سے رد اور قہر ہوتا رہا۔ مگر میں قوم نے بہت نہ ماری۔ مرزا صاحب پر مختلف عنوانات سے اہل اسلام کی طرف سے تکفیر جاری ہوتی رہی (کبھی نبوت کے دعویدار ہونے سے اور کبھی مسیح موعود بننے سے اور کبھی نصوص قطعیہ کے انکار کرنے سے) اور اہل اسلام کو جو مزینتیں اور عجوبیاں پیش آتی رہیں انکے رفع کرنے کیواسطے مختلف کوششیں اور فتاوے عمل میں آئے لیکن اس وقت تک اہل اسلام کو حکام کی طرف سے یہ وقت پیش آئی کہ اہل سنت و اجماع کی لڑکی جبراً مرزائی جماعت کے سپرد کر دی جاتی ہو۔ اور جس غیر مسلم و مانگو مسلم قرار دیا جاتا ہے اور خواہ مخواہ ہاری حق تکلیف کیجاتی ہو اس لڑکا اب مرزائی جماعت کی نسبت اس قسم کے فتاوے علمائے سنی شیعوں سے حاصل کئے گئے ہیں کہ جنہیں مرزا صاحب کی تکفیر کے ضمن میں مذکورہ بالا مسئلہ کا پورا تصفیہ ہو گیا ہے۔

پچھتر اس کے کہ ہم ان فتوؤں کی مختصر نقلیں دے دیں کہ ہم یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس حق تکلیف کے لئے صدائے احتجاج بلند کرنے میں ہم دونوں فریق (دینی شیعوں) متفق ہیں اور ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں۔ نیز یہ کہ جس قدر اسلامی یا سنی یا اسلامی انجمنیں یا مدارس مذہبی اہل اسلام میں اپنا دخل دینا فرض منصبی سمجھتی ہیں ان پر ان بدنے ہی اتفاق کیا ہے۔ چنانچہ وہ فتاوے ملکی تقسیم کے لحاظ سے پنجاب و ہندوستان کے پیچیدہ پیچیدہ اور معتبر مقامات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترتیب وار درج کئے جاتے ہیں۔ ناظرین دیکھ کر خود فیصلہ کر لیں کہ مرزائیوں نے اسلامی عمارت کو کس طرح مسمار کر دیا انجمن حفظ المسلمین کی طرف سے اس مسئلہ میں جو سوال چھپوا کر اہل علم کی خدمت میں روانہ کیا گیا تھا وہ ذیل میں درج ہے جس کے نیچے کے جوابات علی حسب المداہج درج کئے جاتے ہیں

سوال (استفتاء)

بخدمت شریف جناب علمائے اسلام سلام کو اللہ الی یوم القیام
سینا فرماتے ہیں علمائے دین تین و مفتیان شرع مبین اس امر میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال
مندرجہ ذیل ہیں:-

اول - آیت مبشرہ رسول یا قیام بعدی اسمعہ احمد کا مسداق میں ہوں۔ (ازارہ دہم
جلع اول صفحہ ۶۳-۶۴)

دوم - مسیح موعود (جسے آنے کی خبر احادیث میں ملے) میں ہوں (ازارہ دہم طبع اول صفحہ ۶۴)
سوم - میں مہدی سودا و بعض نبیوں و انفسل ہوں۔ (رمیال لاخیر - صفحہ ۱۱)
چہارم - ان قدس علی منارۃ ختم علیہ کل دفعۃ (میرا قدم اس بنیاد پر ہے جہاں کل
بندیاں ختم ہو چکی ہیں۔ (خطبہ المہامیہ صفحہ ۳۵)

پنجم - لا تقیصونی بأحد ولا احدابی۔ میرے مقابل کسی کو پیش نہ کرو (خطبہ المہامیہ صفحہ ۳۵)
ششم - میں مسلمانوں کے اٹھویں مہدی اور ہندوؤں کے گیارہویں مہدی ہوں (دفعۃ الاول صفحہ ۳۵)
ہفتم - میں امام حسین (علیہ السلام) سے افضل ہوں۔ (دافع البلاء صفحہ ۳۵)

اٹھواں - قاتل الحبی بن حسین کو قتل العمدیہ خالفہ (اجلی داخلوں) اجماعاً
ہشتم - میں عرش کا مقتول ہوں مگر تمہارا حسین دشمن کا مقتول ہو فرق بالکل ظاہر ہے (صفوحہ ۳۵)

نہم - یسوع مسیح کی تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار تھیں (معاذ اللہ) (ضمیمہ انجم صفحہ ۳۵)
دہم - یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی (معاذ اللہ) (ضمیمہ انجم صفحہ ۳۵)

یازدہم - یسوع مسیح کے معجزات سمرزم تھے اس کے پاس بجز وہو کے اور کچھ نہ تھا۔ (ازارہ
صفحہ ۳۲۲ و ۳۲۳ - ضمیمہ انجم صفحہ ۳۵)

دوازدہم - میں نبی ہوں۔ اس میں نبی کا نام میرے لئے مخصوص ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

سیزدهم - مجھے انعام ہوا ہے (گو! میں تم سے کب طرف اند کا رسول ہو کر آیا ہوں) (صفحہ ۳۹۱)

چہار دہم - میرا منکر کا فریب ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)
پانزدہم - میری منکروں بلکہ تاملوں کے پیچھے بھی نماز باجماعت نہیں (فتاویٰ احمدیہ جلد اول صفحہ ۳۹۱)

- (۱۶) مجھو خدا نے کہا ہے اس مع ولدی لکے میری بیٹے سن (البشری ص ۴۹)
 (۱۷) لولا انما خلقت الافلاك (اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمان پیدا نہ کرتا حقیقۃ الوحی ص ۱۸)
 (۱۸) میرا اہم ہے وما یطلق عن الہوی یعنی میں بلا وحی نہیں بولتا۔ (اربعین ص ۳۳)
 (۱۹) مجھو خدا نے کہا ہے وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (یعنی خدا نے تجھو رحمت بنا کر بھیجا۔ حقیقۃ الوحی ص ۵۵)
 (۲۰) مجھو خدا نے کہا انک لمن المرسلین (خدا کہتا ہے کہ تو بلا شک رسول ہی حقیقۃ الوحی ص ۵۸)
 (۲۱) انا فی مالہ روئے احد من العالمین (خدا نے مجھو وہ عزت دی جو کسی کو نہیں دی گئی حقیقۃ الوحی ص ۵۸)

(۲۲) اللہ معک یقوم ایضا قمت (خدا تیرے ساتھ ہوگا جہاں کہیں تو رہے) فیہمہ انجام آتہم ص ۱۱

(۲۳) انا اعطیناک الکثیر (خدا نے مجھو کثیر دیا ہے) فیہمہ انجام آتہم ص ۱۱
 رأیتہ فی المنام حین اللہ ویقنت انی ہو خلقت السموات والارض آتہم ص ۱۱
 (۲۴) (تیرے ابو آپ کو نبیہ خدا دیکھا اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ میں ہی ہوں اور میں نے سنا بتائی کہ اللہ ص ۵۶ و ۵۶ د ۵۶)

(۲۵) میرے مرید کسی غیر میرے (طی کی نبیاء کریں) (فتاویٰ احمدیہ جلد دوم ص ۱)
 جو شخص مرزا کا دیالی کا ان اقوال میں مصدق ہو۔ اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا رشتہ زوجیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور تصدیق بعد نکاح موجب انزاع ہے یا نہیں؟ بینوا وجرورا

الجواب

- (۱) سنی۔ از ریاست بہو پال
 مترجم سوال ہائیں متعدد دیئے اقبال ہیں جن کے کلمہ کفر ہونے میں تاویل ہی نہیں ہو سکتی لہذا جس شخص کے عقائد دیئے ہوں وہ بوجہ مخالفت اسلام کے جماعت اسلام سے جدا ہے اور مسلمان مرد و عورت کا نکاح ایسے فاجع عن الاسلام سے درست نہیں۔ ۳ جب بلا اسلام
 مہر و دستخط ۱۔ محمد مجھو عفا اللہ عنہ مفتی بہو پال
 (۲) از ریاست رام پور (خلد اللہ ملکہا)

جو شخص کر مرزائے قادیانی کے اقوال مذکورہ میں تصدیق کر دے وہ اعلیٰ درجہ کا کلمہ کفر ہے۔
 ایسے شخص کے یہاں نکاح کرنا مطلقاً حرام ہے۔ اور اگر کوئی شخص بعد نکاح اقوال مذکورہ میں مرزائے قادیانی کی تصدیق کرے گا تو اس سے انزاع لازم ہوگا۔ دستخط محمد الرحمن۔ محلہ بہاول
 ذلک کذلک الامر کما حرد مولانا المیثقی ظہور الحسن فان القول ما قالہ خذلہ
 مظفر علی خان تہو علی انصار حسین عفی عنہ ذوالفقار حسین عفی عنہ

الامر کذلک

فقیر سید تاثیر حسین عفی عنہ

(۳) از ریاست حیدر آباد (خلد اللہ ملکہا) یہاں کہ جواب کی بجا کی بنا فائدہ الہام
 بجا بانالہ الامام مصنفہ جاب لان مولوی محمد امداد خاں صاحب رحمہم ناظم امور مذہبیہ کا کرنا کافی ہوگا
 (۴) از مدرسہ عالیہ دیوبند ضلع سہارنپور (سنی)

اقوال مذکورہ کا کفر دار تہاد ہو نا ظاہر ہے۔ پس وہ شخص جو ایسا کہتا اور عقیدہ رکھتا ہے
 اور جو اس کی پیروی اور تصدیق کرتے والے ہیں وہ کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں
 اہل اسلام کو ان سے شاکت درست نہیں۔ اور ان کے ساتھ نکاح منع ہے ہوگا۔ اگر کوئی مسلمان
 نکاح کے بعد مصدق قادیانی کا جو باوے تو وہ فوراً مرتد ہو جائیگا اور نکاح اس کا فسخ ہو جائیگا
 اور تقریق لازم ہوگی۔ مہر و دستخط عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند ۱۲ ربیع الثانی
 الجواب صحیح الجواب صحیح الجواب صحیح
 گل محمد خان مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند قلام رسول عفی عنہ اکمن عفی عنہ محمد رسولان

الجواب صحیح الجواب صحیح الجواب صحیح
 فقیر اصغر حسین عفی عنہ محمد اعجاز علی عفی عنہ محمد ادریس عفی عنہ احمد امین عفی عنہ
 الجواب صواب الجواب صواب الجواب صواب
 محمد فضل حسین عفی عنہ عبد الوحید عفی عنہ

(۵) از تھانہ بہون ضلع سہارنپور (سنی)
 جو مسلمان ایسے عقائد اختیار کرے جنہیں عفی یقینی کفر میں حکم مرتد ہے اور مرتد کا نکاح
 مسلمان عورت اور اسی طرح مرتدہ کا نکاح مسلمان مرد سے صحیح نہیں اور نکاح ہو جائے بعد اگر
 عقائد کفریہ اختیار کرے تو نکاح فسخ ہو جائیگا۔ دستخط اشرف علی عفی عنہ حکیم اللہ مصنف تصانیف کثرہ
 دستخط

(۶) مدرسہ عربیہ نظامہا العلوم سہارنپور دہلی

سوال مذکور مدرسہ کے کثیر ایسے امور ذکر کئے گئے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک متفق علیہ بات اور موجب کفر و ارتداد قائل ہیں۔ پس جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہو اور ان اقوال کا مصدق ہو تو اس کے بغیر کچھ کلام نہیں۔ وہ شرعاً مرتد ہوگا جس کے ساتھ کلام جائز نہیں اور جو پہلے سے اہل اسلام تھا۔ بعد نکاح کے قادیانی عقائد کا ہو گیا۔ اسکا نکاح فوراً شرعاً باطل ہو جائیگا۔ قضاء قاضی اور حکم حاکم کی بھی شرعاً اس میں ضرورت نہیں ارتداد واحد و کلاً (المؤمنین) شتم عاجل بلا قضاء (شامی جلد ثانی ص ۲۵۷) (الجزء ان یترجم سلسلۃ الیموم ذبیحۃ و صید بالکلیۃ البازئ الریحی (عالمگیریہ ص ۸۷)

حرمہ عنایت الحق مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم ۱۹ اپریل ۱۳۵۷ھ

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
عبدالحامد	ثابت علی	عبدالحامد	عبدالحامد
قد اصاب من اجاب	الجواب صحیح	هذا هو الحق	الجواب صحیح
تذریع	منظور احمد	محمد ادریس	عبدالقوی
محمد قاسم	محمد قاسم	محمد قاسم	محمد قاسم
الجواب صحیح	جواب الجیب صحیح	الجواب مصیب	هذا الجواب حق
برہان عالم برہنی	علم الدین مصاری	غلام حبیب پوری	عبدالحکیم نوکانوی
جواب الجیب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد روشن الدین پوری	ذکر محمد	دلیل الرحمن	محمد حبیب ستانی

لہ در الجیب

محمد حبیب الداعی عنہم

(۷) رائے پور ضلع سہارنپور دہلی

جو شخص مسلمان ہو کر ان اقوال اور عقائد کا معتقد ہو وہ بلا تردد مرتد ہے۔ اس سے کوئی اسلامی عامل نہ کرے اور کشتہ ناظر کرنا جائز نہیں اور جو ان کے عقائد تسلیم کر کے مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی اشہر حرام ہے۔ حرمہ نو محمد ہیا نفی تعلیم رائے پور

الجواب صحیح	الجواب صحیح	مصدق	بجہ اتفاق
عبدالحامد شاہ پوری	مقبول سبحانی کشمیری	عبدالحکیم رائے پوری	مذکورین فرد پوری

جواب درست ہے
محمد صادق شاہ پوری
احمد شاہ امام جات مسجد
النجشاد بہاول نگر
الجواب صحیح
(۸) از شہر کلکتہ دہلی

ان باتوں کا ماننے والا اقام کفر و شرک کا جو ن مرکب ہے۔ پس ایسی حالت میں ان سے عقیدہ متفق و موافقہ باطل جائز نہیں ادیب سب عقائد باعث ارتداد و موجب تفریق کلام ہیں۔ ماحد علم کتبہ عبدالنور مدرس اول مدرسہ دارالہدی کلکتہ

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
افاض الدین	ابوالحسن محمد عباس	عبدالنور

الجواب صحیح
شہر العلماء مفتی محمد عبدالنور مدرسہ عالیہ کلکتہ
احمد سید انصاری سہارنپوری دارالہدی کلکتہ
الجواب صحیح
الجواب صحیح

عبدالرحیم
محمد یحییٰ
محمد اکرم خاں کرٹری انجمن علمائے بنگالہ۔
ادیشا خان پوری کلکتہ
الجواب صحیح
لاریجہ حق الجواب
لا سرباب فی الجواب

محمد یحییٰ مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ
محمد منیر علی
عبدالصمد اسلام آبادی مدرس مفتی شہر العلماء
الجواب صحیح
الجواب صحیح
عبدالواحد مدرس دوم مدرسہ دارالہدی
محمد زبیر
فیضان الرحمان کلکتہ کولہ لہ نورہ کلکتہ
(۹) از شہر بنارس دہلی

مذاہم مسائل اعتقاد یہ منصوصہ کا شکر ہے لہذا اس عقیدہ رکھنے والے کے ساتھ عقد نکاح و تہنہ نکاح ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور تصدیق و مذاہم نکاح موجب خزانہ و فسخ نکاح ہوگا۔

کتبہ محمد ابوالقاسم البناری مدرسہ عربیہ مجلس سید نگر بنارس
اجادی لاخری لکھنؤ
یہ بھی اس تحریر کے موافق ہوں
ما کتبہ صحیح
الجواب صحیح
محمد شریف خاں مدرس کانپور
حکیم محمد حسین خاں
محمد عبدالنور مدرس کانپور
محمد قاسم احمد
جواب صحیح ہے۔

حکیم عبدالحق غفر عنہ
(۱۰) شہر آگرہ دہلی

(۱۵) شہر کھنڈ (از حضرات شیخ)

(نوٹ) حضرات شیخ کے فتوے اس لکھی ہوئی ہے جن میں کہ انیس سو اٹھ سو تیس کے کوئی دوسرا فتوہ نہیں ہے سکتا۔ اور یہ بتا کر فتنے تمام افراد شیعہ کو ماننا پڑتا ہے۔

(الف) الجواب ومن الله التوفيق۔ عقد مسلم یا مسلم قادیانی یا قادیانی سے جائز نہیں اور اگر کوئی مسلم یا مسلمہ خود اپنے قادیانی مذہب اختیار کرے تو نکاح اسکا باطل ہو جائیگا۔ واللہ اعلم بالصواب

(ب) باسمہ سبحانہ۔ جو شخص ان اقال کا قائل اور ان معتقدات کا مستند ہو اسکا عقد ان کیلئے درست نہیں ہے اور علی الخصوص مومنین و مومنات سے جو کہ ان معتقدات یا طے کے قائل و متفقہ نہیں ہیں حرام و باطل ہے۔ اور تصدیق ان عقائد کے بعد عقد بھی موجب فراق و بطلان عقد ہے۔

(ج) باسمہ سبحانہ جو شخص ان تمام امور مندرجہ استفتاء کا مستند ہو۔ وہ کافر ہے۔ اس کے ساتھ زوج مسلم کا عقد ناجائز و باطل ہے اور جس زوج مسلم کا شوہر بعد الاسلام ان عقائد کا مستند ہو جائیگا اسکا نکاح فسخ ہو جائیگا۔ بلکہ جمیع احکام کفر و ارتداد ایسے اعتقاد والے پر جاری ہو جائیگے۔ واللہ یعلم۔

(۱۶) شہر کھنڈ۔ مدوۃ العلماء (دینی)

جو شخص ان اقال مندرجہ استفتاء کا مصدق ہو۔ اس کے ساتھ مسلم غیر مصدقہ کا رشتہ زوجیت کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اور جو شخص نکاح کے بعد ان اقال کا مصدق اس کی یہ تصدیق ضرور موجب افتراق ہے۔ قال تعالیٰ (فان علیکم من مومنات فلا ترجعنہن الی الکفار الا من حل لہن وہن ولا ہم یصلون لہن) خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر تم یقیناً معلوم کر لو کہ عورتیں مسلمان ہیں تو کبھی کفار کو واپس نہ رو۔ نہ (عورتیں) انکے لئے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) انکے لئے حلال ہیں واللہ اعلم

کتبہ محمد عبد اللہ الامجدی الاخری سلسلہ

جہاں اقال کا مستند و مصدق ہے وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے۔ اور نکاح وغیرہ ایسے لوگوں سے ناجائز ہے۔ حررہ الراعی رحمۃ رب القوی بالاعمال محمد شبلی المحدث دارالعلوم لکھنؤ العلماء علیہ السلام

ذکرہ بالا احکامات باطل صحیح ہیں۔ بلکہ وہ مدعیانہ مدرس دارالعلوم

ان اقال مذکورہ استفتاء کا جو شخص قائل ہو وہ کافر ہے اور اسلام سے خارج ہے نہایت فریب

اس سے جائز نہیں۔ آمیر علی غفار الدین مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء صدر مدرس

معتقد ان اعتقادات کا مسلمان نہیں ہے۔ بلکہ کسی مسلم کا نکاح ان سے جائز نہیں اور اگر نکاح کیا گیا ہو وہ عدم محض سمجھا جائیگا اور تفریق واجب ہوگی۔ حیدر شاہ۔ فقیر دوم دارالعلوم ندوۃ العلماء قادیانی بعض از معتقدات مذکورہ کفر است و مستند البصر کفر رساند و کفر کہ بدایان ارتداد و با مرتبہ و مرتبہ نکاح ایماندار و درست نیست واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ الراعی رحمۃ رب العالمین محمد عبد اللہ دی الانصار حفید العلماۃ ملازمین شہادۃ السلوۃ المسلم اسکنہ اللہ اعلیٰ علیین۔

میں نے ایک مرتبہ ایک مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات و دعائی کی تحقیق کی۔ دو دن تحقیق میں ایسا مرا کا خاص لحاظ رکھا کہ ذرہ بھر نفسانیت کا دخل نہ ہو۔ لیکن خدا اسکا بہتر شاہد ہے کہ حق میں تحقیق کر لیا۔ اسی قدر میرا یہ اعتقاد پختہ ہوا گیا۔ کہ جو لوگ مرزا صاحب کی تکفیر کرتے ہیں۔ یقیناً وہ حق پر ہیں۔ پس ایسی صورت میں مرزائیوں سے نہایت وغیرہ ہرگز جائز نہیں۔ اگر نکاح ہو چکا ہو تو تفریق ضروری ہے۔ حررہ ابو الہدیٰ فتح اللہ الدیاباد کان اللہ لہ حال میں دل نہیں ملا المسلمین کھنڈ (۱۷) از شہر دہلی (دارالعلوم پنجاب)۔ (دینی)

(الف) فرقہ قادیانی قطعاً منکرات قرآنی اور احادیث صحیحہ اور اجماع امت کا ہے اور اسے اسلام سے خارج ہے ان سے نہایت یقیناً ناجائز و باطل ہے۔ حکیم ابراہیم نقوی دہلوی مکتوبین (ب) مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ اقوال مندرجہ سوال اکثر میرے دیکھے ہوئے ہیں انکے علاوہ ادیبی اقوال ایسے ہیں جہاں تک مسلمان کو مرتد بنا دینے کے لکھی گئی ہیں۔ پس مرزا صاحب اور جو شخص انکا ان کلمات کفریہ کا مصدق ہو سب کافر ہیں۔ تعجب ہو کہ مرزائی تو فراموشی کا جنازہ ہی حرام بتائیں اور غیر احمدی انکے ساتھ رشتے نہ بنائے کریں۔ آخر غیرت ہی کوئی چیز ہے۔ حررہ محمد تقی عثمانی غفرلہ مدرس و مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

(ج) جو شخص مرزائے قادیان کا ان اقال مذکورہ میں مصدق ہو اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا رشتہ نہایت نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں اور تصدیق کے بعد موجب افتراق ہے۔ حررہ السید الطاہر علی غفرلہ الجواب صحیح۔ احمد علی الصمد مدرس مدرسہ مسجد سماجی علی جان مرحوم دہلی۔

ما اجاب الجلیب فہو حق حرم ان یصل بہ حررہ ابو الہدیٰ عبد اللہ مدرس مدرسہ دارالعلوم کتب خانہ دہلی قادیانی جو اپنے کفر کے اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے مسلمان رشتہ داری۔ نہایت و نہایت کریں۔ اور نہ ایسے لوگوں میں مسلمان عورت کا نکاح ہو سکتا ہے حررہ الراعی محمد شبلی المحدث دارالعلوم

(د) مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے اور جتنے اس کے اقوال مندرجہ سوال میں مستقیم ہیں کافریہ
 و مرتد ہیں۔ ان کے نکاح میں مسلم عورتیں دینا جائز نہیں۔ مسلمانوں! بچو اور اپنے بھائیوں کو ان سے بچاؤ۔
 رحمہ اللہ مدد سے مسجد حاجی علیجان دہلی۔

الجواب صحیح۔ عبدالستار کلاوڑی زبیل دہلی مفتی مدرسہ دارالکتب البیتہ ۱۰ اجا دہلی قادیانی
 عبدالعزیز عفی عنہ۔ عبدالرحمان عفی عنہ۔ عبدالسلام خلف مولوی عبدالرحمان۔ ابوزاب عبدلہ عفی عنہ
 شہدائے الجحیم۔ ابوزبیر محمد یونس پرتاب گڈھی۔ مدرسہ علیجان مرحوم
 (۱۸) ہوشیار پور (دہلی)

مرزائے قادیانی کے دعویٰ کا ذہنی جو تصدیق کرتا ہو اس کا رشتہ نکاح کسی مسلمان
 ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اور جو شخص اس کے عقائد یا طہر کی تصدیق بعد عقد زوجیت کرے تو اس کی یہ
 تصدیق موجب تفریق اور باعث فسخ نکاح ہے۔ قادم لا کین انتفا میں ذیۃ العلماء غلام محمد ہوشیار پور
 ہذا اھوال الجاحی۔ کتبہ مولوی احمد علی عفی عنہ نور علی

(۱۹) لودھیانہ (دہلی)

(الف) ایسے عقائد مذکور کا تحقق کافر ہے بلکہ کفر۔ ان کو رشتہ لینا دینا درست نہیں ہے۔
 کتبہ عبدالعاجز علی محمد عفا عنہ مدرسہ حدیثہ حسینینہ لودھیانہ
 (ب) چونکہ یہ شخص نصوص قطعہ کا منکر ہے اور یہ کفر عار تھا ہے۔ اس لیے ایسے کافر و
 مرتد سے نکاح منوط نہیں ہوتا۔ اور اگر قبل از اتہاد نکاح ہوا تو اتہاد سے فسخ ہو جاتا ہے۔
 حررہ رحمت العلی مدرسہ حدیثہ غزنویہ محلہ دھولیوال

الجواب صحیح محمد عبدالعفی عنہ مدرسہ غزنویہ۔ نور محمد از شہر لودھیانہ
 عاجز حافظ محمد الدین مہتمم مدرسہ لبتان اسلام لودھیانہ محلہ صوفیان

(۲۰) لاہور (دہلی و شہر صاحبان)

(الف) چونکہ مرزائے قادیانی اور اس کے پیروؤں کا کفر منجانب علمائے ہند و پنجاب قطعی
 ہے۔ لہذا ان کے ساتھ کسی مسلم عورت کا نکاح جائز نہیں اور بروقت ظہور منراہیت نکاح فسخ ہو جاتا
 العبد نور بخش (ایم ای) ناظم انجمن نعمانیہ لاہور

(ب) صورت مرقوم میں جس قدر عقائد بیان کی گئے ہیں ان کے قرآن و حدیث کے وہ ب
 باطل اور کفر ہیں۔ بلکہ بعض تو حدیث کے منکر ہیں۔ ایسی صورت میں ان عقائد کا دعویٰ

جس طرح دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے مرید اور متبع بھی چونکہ لازماً اس حکم میں داخل ہیں لہذا
 ان سے بابتوط معاشرت کرنا اور انکو معاہدہ و معاہدہ میں آنے دینا۔ اپنی نماز جنازہ پڑھنا ان کو
 رشتہ دانا کرنا شرعاً ناجائز اور فعل حرام بمسیت عظیم ہے۔ خاکراں کو لوگوں کا رشتہ دینی
 کی حالت تو نہایت ہی موکدا وراہم ہے (ان المرءۃ تاخذ من دین بعلها) کیونکہ عورت اپنی شوہر
 سے دین حاصل کرتی ہے اس لئے کہ عورت ضعیف العقل ہونے کے سبب شوہر کے دین کو اختیار
 کر لیتی ہے اعدانا اللہ وجميع المؤمنين من النفس الامارة بالسوء والضلالة بمنہ الہدی (۱۸)
 العالم من مبارک حویلی (لاہور) عقد خادم الشریعہ المظہر علیہ المآثری بقل

(۲۱) شہر لشیانہ ورمہ مضافات (دہلی)

عقائد مرقومہ کا متقداد وصدق یعنی اسلام سے خارج ہے اور کسی مسلمان عورت کا نکاح
 ایسے شخص سے جائز نہیں اور تصدیق بعد از نکاح موجب فراق ہے تمام کتب فقہ میں ہے (د)
 ارتداد واحد یا ضمیمہ فی الحال) کو بیوی میاں میں سے کسی مرتد ہونا نکاح فوراً نسخ کرنا ہے۔
 حررہ محمد عبدالرحمن ہزاروی۔ الجواب صحیح بندہ محمد شہر لشیانہ۔ عبدالواحد لشیانہ
 عبدالرحمان بقلم خود مفتی عبدالرحیم لشیانہ۔ محمد خان پوری۔ محمد رمضان لشیانہ
 مولوی عبدالکریم لشیانہ۔ حافظ عبدالقدوس نقشبندی

(۲۲) راولپنڈی ورمہ مضافات (دہلی)

جو الفاظ مرزا غلام احمد کے استفتاء میں ذکر ہوئے یہ تمام کفر ہیں۔ پس عورت مسلمان
 کا نکاح مرزائی کے ساتھ ہرگز جائز نہیں اور اگر پہلے وہ مرزائی تھا اور پچھلے وہ مرزائی ہو گیا اور
 عورت مسلمان سے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ کتبہ عبدالاحد خان پوری از راولپنڈی
 الجواب صحیح عبدالقدوس عفا عنہ از مدرسہ سنہ راولپنڈی۔ سید اکبر علی شامسقل صاحب مسجد
 محمدیہ کمرانی مقیم شہر راولپنڈی۔ محمد عیسیٰ امام محمد راولپنڈی۔ محمد عھام الدین مدرسہ
 احیاء العلوم راولپنڈی۔ عبدالرحمان بن مولوی ہدایت الدین صاحب مرحوم امام مسجد محمدیہ حد
 پیر فقیر شاہ از راولپنڈی

(۲۳) شہر لشیانہ ورمہ مضافات (دہلی)

بلا امتیاز یہ تمام اعتقادات صحیح کفر و کفایت ہیں۔ قابل و متقداد غا خود بھی کافر ہے اور جو
 شخص اسکو باوجود ان عقائد کے مسلم یا مجوس یا نبی یا رسول مانے وہ بھی کافر اور مرتد ہے

اور حکم آیت لا اهل لہود ولا نصرانی منکم منکرت مسلمانوں کو کہ ان کے لئے ہندو اور عیسائی نہیں ہیں۔
نہ رشتہ نہ شاکت ہو سکتا ہے اور نہ قائم رہ سکتا ہے اس طرح حقوق ارث سے بھی حرمان ہو جاتا ہے
حرمہ ابو محمد عبدالحق ملتانی

الجواب صحیح - احقر العباد ابو عبیدہ خدا بخش ثنائی عفی عنہ - خاکسار محمد عفی عنہ از لمعان
(۲۴۳) ضلع جہلم (دستی)

باسمہ سبحانہ - مرزا کے قادیانی کے یہ دعویٰ اور نفی قسم کے دوسرے دعویٰ کفر
و شرک کا پہلے پہلے ہیں اسکا امام ہے کہ (الارض والسماء معلو کاھو) زمین آسمان جیسے خدا کی
دست میں ایسے مرزا کے بھی ماتحت ہیں ایک اور امام ہے کہ (یتیم اسلم) خدا کہتا ہے کہ میرا
امام تو ناقص رہا مگر تیرا نام ضرور کامل ہو جائیگا - پہلے دعویٰ میں شرک جلی ہے اور دوسرے میں
غرور دکھایا ہے کہ کسی فرعون نے بھی نہیں دکھایا - اس لئے جو ان اقوال کا مصدق ہو وہ بلاشبہ کافر
و مشرک ہے اور کسی مسلم کو جائز نہیں کہ کسی مشرک سے تعلق زوجیت قائم رکھے اور رشتہ زوجیت
قائم ہونے کے بعد ایسے عقائد کا مصدق ہونا موجب افتراق ہے - علاوہ ان مرزا نے یہ فتوے
دیا تھا کہ جو اس کی نبوت کا کلمہ نہیں پڑھتا خواہ وہ مرزا کا کفر نہ ہی ہو وہ کافر ہے اور اہل اسلام
کو کافر کہنے والا خود کافر ہوتا ہے - پھر مرزا نے تو ہین انبیاء میں کچھ کی نہیں چھوڑی لولا انما خلقت
الاقلیۃ کے دعویٰ میں آں حضرت علیہ السلام کی ذات بابرکات پر سخت حملہ کیا ہے اور اپنے آپ کو
ملت تکوین عالم بتاتے ہوئے آں حضرت علیہ السلام کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا (پھر فرمایا کہ دعویٰ غلامی ہے)
انتہی مختصراً حرمہ محمد کرم الدین ازہین ضلع جہلم تحصیل جبکوال

الجواب صحیح نور حسین از بادشاہی محمد فیض الحسن مولوی نائل حسین ضلع جہلم
(۲۴۵) ضلع سیالکوٹ (دستی)

الف، مرزا کے عقائد کفر ہیں اور جو ایسے ذہب کا مصدق ہے اس کے ساتھ رشتہ زوجیت
کرنا ہرگز جائز نہیں بلکہ تصدیق بعد از نکاح موجب افتراق ہے - من تلفظ بلفظ کفر بکفر فانا
کل من صنف علیہ او استحسنہ اور منی بہ بکفر (قواطع الاسلام) من حسن کلام اہل اللہ
وقال معنوی و کلامہ معنی صحیح ان کاں ذلک کفر من القائل کفر الحسن (العصر الرابع) ایما
رجل سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ و بآیات منہ
امروہ - کتاب النکاح لا امام الا یوسف (۲) ابو یوسف محمد شریف عفی عنہ کوٹلی لولہ از ضلع جہلم

ب) مرزا کے عقائد کفر ہیں کا جو مصدق ہو وہ بھی کافر ہے لقولہ تعالیٰ من تولہ و منکر فانی
مہم - امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور مقام ہستلال پر
علامت نبوت کے لئے کچھ جہلت مانگی تھی تو اپنے یہ فتوے دیا تھا کہ جو شخص اس سے نبوت کی
علامت کرے گا - وہ کافر ہوگا - کیونکہ وہ آں حضرت علیہ السلام کے اس فرمان کا مکنز قرار
دیا جائیگا کہ (لا نبی بعدی) میرے بعد کوئی نبی نہیں - (الخیرات الحسان لابن حجر المکی) پس مرزا
کے مصدق سے رشتہ زوجیت جائز نہیں - کوئی کفر بھی تو کالعدم ہوگا

حرمہ ابوالیاس محمد امام الدین قادری کوٹلی ٹوہار ان صغریٰ

ج) ایسے شخص کا کفر ہے اور کافر سے نکاح درست نہیں - جامع الفوائد قادیانی ہندیہ
میں ہے قال ان رسول اللہ اذ قال بالانذار سیتہ من پیغمبرم یریدہ من پیغمبرم یکفر
علامہ یوسف اردوبلی شافعی کتاب الاقوال میں لکھتی ہیں کہ من ادعی النبوة فی زماننا او صدقہ مدعیہا
او اعتقد نبیاً فی زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قبل من لو یکن نبیا کفرا او جو شخص ہمارے زمانہ میں نبوت
کا دعویٰ کرے یا مدعی نبوت کی تصدیق کرے یا اعتقاد رکھو کہ آپ کے زمانہ میں یا آپ سے پہلے وہ
شخص نبی تھا کہ جس کی نبوت کا ثبوت نہیں وہ کافر ہوگا - فقہ ابو عبد القادر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جامع کوٹلی مذکور الجواب صحیح سید میر حسن عفا عنہ کوٹلی لولہ مان -

الفقیہ السید فتح علی شاہ حنفی قادری از کھروٹہ سید ان ضلع سیالکوٹ
(۲۴۶) ضلع ہوشیار پور (دستی)

جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کا ذہب کی تصدیق کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے
اہل اسلام کے ساتھ ایسے شخص کا تعلق زوجیت جائز نہیں - اور از دواج کے بعد اس کے دعویٰ کی
تصدیق موجب فرقت ہے - حرمہ نور الحسن جہلمی مداس مداسہ خالقیہ کوٹ عبدالحق

الجواب صحیح الدکشن ثنائی مدرس عربی مدرسہ خالقیہ محمد فاضل بگراتی مدرسہ خالقیہ
عبدالمجید جہلمی از کوٹ عبدالحق
(۲۴۷) ضلع گورداسپور (دستی)

حرمہ اگر مرزا کی عقیدہ کی ہو تو نکاح نہیں ہوگا - چہ جائیکہ مرد اس عقیدہ کا ہو - اگر بعد از نکاح
نکاح یہ اعتقاد اعدا الزمین کا ہو جائے تو نکاح باطل ہوگا - واللہ اعلم بالصواب -
حرمہ بندہ عبدالحق دینا مگری مورخہ ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۳۸۵ھ

(۲۸) ضلع گجرات - پنجاب (دستی)

مرزا کے مصدق سے اہل اسلام کا یا بھی رابطہ نزول ہرگز درست نہیں۔ فقہاء نے بعض برعات بھی کفر فرمائی ہیں۔ بھلا یہ تو صاف کفریات ہیں واللہ العالی

حررہ عبداللہ الاوہ الشیخ محمد اللہ عفی عنہ از ملک۔ الجواب صحیح بندہ عبید اللہ از ملک

(۲۹) ضلع گوجرانوالہ (دستی)

الف، جو لوگ اعتقادات مذکورہ میں مرزا کے مقتصد مصدق ہیں ان سے علاقہ زوجیت ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ حررہ حافظ محمد الدین مدرس مسجد حافظ عبدالنار مرحوم

ب، بیشک جن لوگوں کا ایسا عقیدہ ہے ان کے ساتھ مخالفت اور نہایت جائز نہیں۔

حررہ عبداللہ المعروف بغلام نبی از سوہدرہ

الجواب صحیح محمد الدین غلام آبادی عفی عنہ۔ عمر الدین علم از دریا بادی بولنے والی۔ خاکسار الفنی

ج، بیشک مرزا کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو خدا کا شریک ثابت کرتا

ہے۔ اس لئے مرزائیوں سے نہایت نا جائز ہے۔ حررہ احمد علی بن مولیٰ غلام حسن از چک بٹلی

(۳۰) شہر امرتسر (دستی)

۱، مدعیان نبوت و رسالت کے ارتداد و کفر میں کوئی اہل ایمان و علم متردد نہیں ہو سکتا۔ اس

قسم کے لوگوں کی رشتہ دہانہ کرنا بالکل حرام ہے۔ اور اگر بیوی یا میاں اب مرزائی ہو جائے

تو نکاح واجب الفسخ ہے اور یقیناً اہل اسلام کا فرض ہے کہ گورنمنٹ سے ایسے قانون کے

تفادلی اپیل کریں تاکہ ہمارے مذہب اور ضمیر کے خلاف کوئی ایسا فیصلہ نہ ہو سکے کہ جس سے ہمارے

حقوق تلف ہوں۔ کیونکہ مرزائی بجائے خود رہے جو مرزائیوں کو مسلمان تصور کرے وہ بھی امر

اسلام سے خارج ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ ختم رسالت وغیرہ بدیہیات دین کو غیر ضروری

خیال کرتے ہیں بلکہ وہ اہل منکر ہیں۔ حررہ ابوالحسن غلام المصطفیٰ الحنفی القاسمی (الترجمہ عفی عنہ)

۲، مرزا غلام احمد قادیانی کی تالیفات اس کے کفر پر متبرگہ (شاید محمول) ہیں

جن کے سامنے اسکا ایمان بالکل ثابت نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص کشتی نوح جنمید بخاک اٹھ

اور دفع البلاء کو دیکھو والا اس کے کفر میں کبھی شک نہیں کر سکتا۔ پس جو لوگ اسے

نبی مانتے ہیں ان سے محبت۔ دوستی۔ رابطہ رشتہ پیدا کرنا یا قائم رکھنا جائز نہیں۔

لقلہ تعالیٰ لا یخلف الذکرین اولیاء من دون المؤمنین۔ ولقلہ تعالیٰ لا یخلف المؤمنون

الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ۔

حررہ محمد جمال امام و متولی مسجد کوچہ سیدی امرتسر

دس مرزائے نبوت کا دعوے کیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا

دعوئی کرنا بالاجماع کفر ہے (دیکھو شرح فقہ اکبر طاعنی قاری ص ۴۸) لہذا جماعت مرزائیہ

مرتد خارج از اسلام ہے۔ سب مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہی اور شرعاً مرتد کا نکاح فسخ ہو جاتا

ہے۔ اور اس کی عورت اشہر حرام ہے اور اپنی عورت کے ساتھ جو صحبت کو گناہ زنا ہی

اور ایسی حالت میں جو اولاد کہ پیدا ہوتی ہے ولد الزنا ہوگی۔ اور مرتد جب بغیر توبہ کے

مر جائے تو اس پر جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام

ہے۔ بلکہ مائدہ کشتی کے بغیر غسل و کفن کے گڑھے میں ڈالا جاوے۔ ملاحظہ ہو کتاب

اشباہ والنظائر اللہہ توقفاً سلمین والمحققا بالصالحین ولا یجعلنا من الممرزائین

حررہ عبدالغفور الغزوی عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح محمد حسین مدرس رہ سلفیہ غزنویہ

۳، مرزا قادیانی کا فتنہ اسلام میں آفات کبریٰ سے ہے۔ اسکا کفر علماء ربانیت نے

قدیم و حدیثاً ثابت کیا ہوا ہے۔ اہل اسلام کے اس باب میں کئی کتب رسائل و شہادت

موجود ہیں اور وہ اسی عقیدہ کفر پر مبنی ہے۔ اب بھی جو کوئی اس کو نبی جانے اور اسی

طرح کا عقیدہ رکھے وہ بھی بلا ریب بموجب شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰت والتحیہ

کافر ہے اور مومنہ سنیہ سے اسکا نکاح فسخ ہے اور مومنہ سنیہ کا نکاح مرزائی سے باندھنا حرام

ہے اور یہ نکاح باطل ہے قال اللہ عز وجل لا ھن حل لھن ولا ھن یحل لھن الا یہ۔ ھذا فقط

واللہ اعلم۔ ابوالسحاق نیک محمد عفی عنہ مدرس مدرسہ غزنویہ تقویۃ الاسلام امرتسر

۵، بندہ کو معنائیں بالا مذکورہ میں اتفاق ہے۔ واقعی مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد

دائرہ اسلام سے اسکو خارج کرتے ہیں۔ فقط محمد تاج الدین مدرس بی این ٹی سکول امرتسر

۶، مرزا غلام احمد قادیانی نے علی الاعلان دعوے نبوت کیا۔ اور دیگر انبیاء کی توہین

کی بعض کو گالیاں دیں اور مذکورہ المصادر سے دعوے بھی کئے جنکی بنا پر وہ خود کافر ہو کر

مرا۔ اس کے ماننے والے بھی کافر۔ ان سے ہر قسم کا قطع تعلق کر لیا جائے (شیخ عبداللہ بخاری)

۷، اقوال مذکورہ میں اکثر کفریہ ہیں جنکی تاویل سے یہ غلطی کی صورت پیدا نہیں ہوتی

لہذا ان اقوال کا ماننے والا اور مصدق اس قابل ہرگز نہیں کہ اس کے ساتھ رشتہ زوجیت

پیدا کیا جادے اور اگر نکاح پہلے ہو چکا ہے تو افتراق ضروری ہے۔ مسکین سلطان محمد تعلیم
جواب صحیح ہے۔ سلام الدین عفا اللہ عنہ

(۸) الجواب۔ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مذکورہ بالا کا مصدق ہو
اور انکو صحیح مانتا ہے۔ وہ شرعاً کافر و مرتد ہے۔ اور کافر و مرتد کا نکاح عورت مسلمہ
سے ہرگز جائز نہیں اور اگر بعد از نکاح نکاح مرزائی ہو گیا تو فوراً نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ لہذا
اعلان کرنا چاہئے کہ کوئی شخص مسلمان، مرزائیوں سے زوجیت کا تعلق پیدا نہ کرے۔
حکیم ابوتراب محمد عبدالحق الجواب صحیح ابو الفکر محمد شمس الحق
(۹) جو شخص مرزا قادیانی کا ان اقوال میں مصدق ہو۔ اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا
رشتہ زوجیت کرنا جائز نہیں۔ (محمد داؤد غزنوی)

(۱۰) الجواب۔ قادیانی مدعی نبوت ہے جو کچھ خارج از اسلام عقائد پھیلائے ہیں وہ
صاف صاف اس کے کافر ہونے پر بین ثبوت ہیں اور جس قدر اس نے اہل اسلام سے
انہما نفرت کیا ہے۔ اسی قدر ہم بھی اس کے ہم عقیدہ اور مریدوں سے نفرت کریں تو
ہمارے مذہبی احساس کا نتیجہ ہوگا۔ اس لٹی جملہ اہل اسلام کو ضروری ہے کہ ان سے
قطع تعلق کریں اور بالخصوص مناکحت اور کفن دفن سے ضرور اجتناب کریں۔
نور احمد عفی عنہ پروری ثم امرت سری۔ ۲۵ شوال ۱۳۳۸ھ

الجواب صحیح غلام محمد۔ مولوی فاضل منشی فاضل اول مدرس دینیات اسلامیہ ڈی سی سکول لکھنؤ
الجواب صحیح۔ محمداور عالم۔ مولوی فاضل منشی فاضل مدرس عربی اسلامیہ ڈی سی سکول امرت
(۱۱) میر سیّدوں کی تحقیق میں اچھی طرح سے ثابت ہو چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی
کافر قطعی اور کذاب یقینی ہے۔ اور جو لوگ دیدہ و دانستہ اس کے تابعدار اور اس کے
مذہب کے پابند ہیں انکے کفر میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے پس مسلمہ عورت کے ساتھ مرزائی مرد کا نکاح فسخ
ہے (راہن حل لہود لہام یحسون لہن) بلا طلاق اور جگہ نکاح جائز ہے اور انکو مسلمانوں کے
قبرستان میں ہی دفن نہ ہونے دیں ایسے کافروں کے پہلے زمانوں میں انکی نظیر نہیں ملتی
والعلیہ عند اللہ محمد علی عفا اللہ عنہ ۴ شوال ۱۳۳۸ھ

(۱۲) بحکم حدیث شریف زوجہ من ترضون دینہ مرزائی سے محمدی خاتون کا نکاح نہ ہونا
چاہئے اور اگر ہو جائے تو فسخ کر لینا چاہئے۔ (ابوالوفاء ثناء اللہ)

وحید محمد رسول اللہ صلعم کان کافراً باجماع المسلمین۔ قال الشيخ الاکبر فی الفتاویٰ اتم البنی زال بعد محمد صلعم۔ قال القاضي
عیاض من ادعی نبوة احد مع انبیاء صلعم او بعده کالعیسویت من الیهود القائلین بتجسید رسله الی العرب کما فی سنیة التامیز
تواتر الرسل کالنبیة والبیانیه منهم القائلین بنبوة نوح و یان و شباهه و اولاد اذن ادعی النبوة لنفسه و جوز التسمیاء و البلوغ
بصفاء القلب الی مرتبها کالغلاسة و غلاصة المتصوفة و کذلک من ادعی منهم انه یوحی الیه و ان لم یدر النبوة او انه یصعد الی السماء و
یرحل الجحیم و یدخل من اثار و یدافع الحور المعین فهو لا یدرهم کذب البنی صلی اللہ علیہ وسلم لانه انما صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و انما
لابنی بعده و اخر عن اللہ انه خاتم النبیین و انما رسل کافه صلاص و اجتمعت الامتة علی جمیع الکلام علی الظاهر و ان منہو ملطرا و
دون تاویل و تخصیص فلا شک فی کفر هؤلاء الطوائف کما قطعاً اجماعاً سمعنا و من اعتقد ان اللہ جسم او المسح او حص من مقامه
فی طریق قدیس بغایف به فهو کافر و کذلک من ادعی مجالسة اللہ و الخروج الیه و کمالته و حلوله فی الاشخاص او استخف بحمد صلی اللہ
علیه وسلم او باحد من الانبیاء و اذا هم اذ قل نبیاً و احده او اذری بالانبیاء فهو کافر باجماع المسلمین و کذلک من جوز علی الانبیاء
الکذب فیما اتوا به و ادعی فی ذلک المصلحة و لم یرعبها فهو کافر باجماع و کذلک من قال ان المراد بالجنة و النار و الحشر و المن
و الثواب و العقاب معانی غیر ظاهرة و انها لذات روحانیة و معانی باطنیة و کذلک تقطع بتکفیر کل قائل و لا یمیز مثل من یرى فی تصنیف
الامتة او تکفیر جمیع الصحابة و قال محمد من تنبأ بنبوة من تنبأ استتاب استرذک ادا علمته و هو کالمتر قد قاله سخون و غیره۔

فان قيل ان کلام المرزاة و دلائل کالصوفیة قلنا من قال بکلمة الکفر من الصوفیة کفر و استتاب و ارجح ما قال علما
الان و ایل بحال من آمن بنبوة من لا یحیی النفن به فیکفره قطعاً و ان قيل ان المرزائیة من اهل القبلة قلنا انهم کفر و انصوبوا
قطعیة عنده جمیع المسلمین و اولوا یلا لم یؤمل به احد من الامتة فلا ریب فی کفرهم و ان کلاً من اهل القبلة و نحن لم نکرهم بل لم
یاثر البصر کالکفر و لم یخالفوا القطعیات الاثریة الی قول علیہ السلام لا یقبل اللہ لصاحب بقرعة صوما و لا صلوة و لا حجا و لا عمره
و لا جهاداً و لا امرقاً و لا عدلاً و لا خیر من الاسلام کما تخرج الشجرة من العجین۔ ینخرج فی آخر الزمان قوم یقولون من خیر قولنا
یقرون القرآن لا یجادون تراقیمهم یقرن من الاسلام کما یرق السهم من الرمية و من اهل السید و مالک بن انس مرؤفاً قوم یسبون
القبیل و یسبون الفحل فثبت ان المرزائیة و ان كانوا من اهل القبلة کفار لانهم انکروا بیدایات الاسلام و سلمت
قال علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر ثم اعلم ان المراد باهل القبلة الذین اتفقوا علی ما هو من ضروریات الدین کحدث العالم
من و انقلب طول عمره علی الطاعات مع اعتقاد قدم العالم و ان فی الحشر لا یمکن من اهل القبلة۔

فلا شیت کما المرزائیة و شرکهم لم یمکنوا کفر المسلمین فلا یجوز التنازع بهم بقول تعالی و لا تنکحوا المشرکات حتی یمسن و لامة مؤمنة
غیر من مشرکة و لو اجمعتکم و لا تنکحوا المشرکین حتی یمسوا و تعبدوا من خیر من مشرک و لو اجمعتکم او تنکحوا یعون الی الله و الله یدعی
بانه فان علمتم من مؤمنات فلا ترجعن الی الکفار لانهم حل لهم و لا هم یملون بهم و لا تنکحوا بجمع الکوافر۔

رقه عبدالحی عفا اللہ عنه ۴ ذیقعدة ۱۳۳۵ هـ و لا یجوز دلال الیه ان یمالوا المرزائیة فی امورهم کان او غیر دین
انما عاجز محمد فاضل بن المولوی محمد اعظم مرحوم فمکتوبه فی مرزایوں سے نکاح ہی درست نہیں چہ جائے کہ اخراج
محمد عبد اللہ فمکتوبہ

تمت هذه الفتاوى فالمرجو عن المسلمين ان يعملوا بها
اوائل ذي الحجة سنة هجرية مقدسة

استفتاء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سوال اینکه در میان اهل محبت که با اولیا، الله رضوان الله تبارک و تعالی علیه منجبت و مقام
 الهی میسر اند برای تعظیم اولیا الله طواعت و عزارت او شان مروج است شرعا جائز
 یا نه بپیشوا تو جبر و لا

اینکه بپیشوا با طاعتهم بالصلوات آنکه جائز است چرا که معنی طواعت گردن کردن
 چیز نیست مگر مطلق طواعت عبادت عبادت محض است نه عبادت شرعیه باشد و لا
 طواعت عبادت الله شرعیه عبادت است و طواعت اولیا الله فعل تعظیم است نه عبادت
 بلکه ممنوع باشد چنانکه قیام و قسم بستن عبادت نبی قیام فی الله
 و در تعظیم ضایع برای عطا، جناح و دامادیت شریفه آمده قوضه است که
 پس طواعت تعظیمی را بر طواعت عبادت قیاس کردن و حکم کردن بعد از قیاس
 مع الفارق است نمی بینی که سجده از طاعت فعل عبادت است نه قسم بستن
 سجده عبادت و سجده تعظیم - سجده تعظیم غیر الله اگر چه درست است اما تعظیم کردن
 در شریعت محمدی نهی شده علیه و حکم حرام شد - اگر طواعت تعظیم را بر طواعت
 ممنوع بورد پس بر اینند که نام نفس از کلام ربانی یا احادیث نبوی یا قولی مجتهد و در حد
 وارد شدی حال آنکه آنچه سجده نیست ادیان نبوده پس فعل تعظیم را بطلان نمی رود
 فعل عبادت نام نهاده با دلیل شرعی حرام گفتن بعد از عقل و نقل است - اگر تعقی
 حرمت در دعوی خود صادق است بر دی لازم کرد پسند از پسند مردم بالا می
 کند - و اینکه تو ادعا و لیقو قوا یا الیک العین سند گرفته حرام منکران
 ماند که قیام تعظیمی را پسند تو ادعا و قو قوا الله قانت خدای عالم گویند حال آنکه قیام تعظیمی
 کسی حرام نمی گوید پس محبت که و لیقو قوا آیه ما سند خود قرار داده اند حال آنکه این
 طواعت عبادت است و در تفصیل احوال هر چه محبت الله شریف مذکور شده خاصه این

آیه کریمہ یہ کلمہ احسن یادہ کہ از وی اختصاص طواف بیت اللہ شریف ثابت
 شود اگر انصاف فرماید طواف مراقد اولیاء اللہ تعالیٰ ازین آیه شریفہ ہم ثابت
 میشود و اگر در تفسیر نشا پوری تحت قول تعالیٰ اُولَکَ بَیْتِیْ قَضَعْنَا لَکَ الْاِیْمَانَ
 آمده و ان افوض بحیث اللہ فی الانسان (وهو العالم الصغیر) القلب فالذی
 وضع بکلمہ صدر الانسان مبارک علیہ و هدی یمتدی بہ جمیع اجزاء
 وجود عبد اللہ بحدہ ذات النور الاطنی اذا وقع فی القلب انفتح له و اتسع فیه
 یمع و بہ ینصوبہ یعقل و بہ ینطق و بہ یبطش و بہ یمشی و بہ یتحرک و بہ
 یسکن فیه آیات بیکتات یصل بها الطالب المطلوبہ و القاصد المقتصد
 اتقی کلامہ و در حدیث قدسی آمده لا یسعی الی شیء الا یحضره و لا یحضره الا یشعره
 عبد المؤمن و نیز آمده قلب المؤمن عرش اللہ تعالیٰ و در بارہ تعظیم اولیاء اللہ
 احادیث نبویہ ہم وارد اند کہ من اجلالی و توقیری توقیر الشیخ من امتی
 و الشیخ فی قومه کالنبی فی امتہ پس ہر گاہ کہ شان اولیاء اللہ تعالیٰ اینست
 پس بگوئہ اکرام کردن ایشان ممنوع باشد و در مشکوٰۃ شریف حدیث آمده
 کہ ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ تعالیٰ یتلون کتاب اللہ و یتلاسون
 بینہم الا نزلت علیہم السکینۃ و غشیہم الرحمة و حفتہم الملائکۃ و ذکرہم
 اللہ تعالیٰ فمن عنده و من نطابہ عملہ لیسر بہ نسہ رواہ مسلم
 و بعضی حفتہم الملائکۃ چنین فرمودہ اند کہ طواف میکنند او شان را فرشتگان
 اگر این طواف عبادت بود و معاذ اللہ کہ فرشتگان عبادت غیر خدا کنند
 پس معلوم شد کہ طواف تعظیم لغیر اللہ و لغیر بیت اللہ جائزست و طواف عبادت
 مخصوص بہ بیت اللہ است و مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی در زاد البیہ
 طواف مراقد اولیاء جائز فرمودہ اند و فی دستور القضاء من الملقط و ان
 قبر عبد صالح و یکتہ ان یطوف حولہ ثلاث مرات فعل ذلک استی و کذا
 فی ذخائر الروایات و وسیلۃ القلوب و محافل الطالبین و فتاویٰ برون سا

و شہزادہ داراشکوہ کہ از علماء وقت و اہل نسبت باطنی ہم بودہ در سفینۃ
 الاولیاء نوشتہ کہ ہر گاہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ در مدینہ منورہ میرفتند
 طواف روضہ مقدسہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ینمودند
 اگرچہ این کتب در بیان اخلاق و آداب اند اما چون این طواف از آداب
 نہ از عبادات و معاملات پس ما را سند این کتب ہم مفیدست فقط
 حررہ خادم العلما عبد الرحمن خیر پوری۔ یکم ماہ صفر ۱۲۵۵ھ

تحریر مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب متوطن قسطنطنیہ
 ضلع لاهور در عدم جواز طواف قبور بجاوب تحریر مولوی
 عبد الرحمن صاحب خیر پوری۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 حامداً و مصلياً اما بعد مخفی نہ رہے کہ چند روز سے ریاست اسلامیہ
 بہاول پور سے ایک دست نامہ مولوی عبد الرحمن صاحب خیر پوری کی تحریر
 در باب جواز طواف قبور اولیاء اللہ کے بھیجا گیا تھا کہ اگر یہ مسئلہ حق ہے تو
 اس پر دستخط کر کے اتفاق اپنا ظاہر کریں ورنہ اسکا جواب لکھیں۔
 چونکہ فقیر کورڈ و جواب مخالفین اہل سنت اس ملک سے کم فرصت ملتی ہے
 اور نیز دو ایک رسالوں میں سابق بھی عدم جواز طواف قبور لکھا گیا تھا۔
 اس لئے اس تحریر کا جواب بذمہ علماء ریاست موصوف رکھ کر اس دست نامہ
 عذر پیش کیا۔ مگر اس طرف سے علاوہ اصرار اس مخلص کے اور بھی بعض علماء
 سے استدعا ہوئی کہ ضرور اظہار حق کرنا چاہئے۔ اس لئے تحریر مذکور کو

بطور قولہ نقل کر کے اسکا جواب ضروری قلم بند کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کی نیت سے موافق مذہب اہل سنت کے گفتا بن اور سبحانہ و تعالیٰ شانہ کے فضل سے امید ہے کہ علمای اہل سنت اسکو دیکھ کر پسند فرماویں گے اور نصف حق پرست زیادہ بات نہ بڑھانیں گے ان اردید لا ارجع ما استعنت وما توفیتی الا باللہ علیہ تکیلت والیہ ارنی۔

قولہ سوال اینکه در میان اہل محبت کہ با ولایا اللہ و رضوان اللہ علیہم محبت و اعتقاد قلبی میدارند برای تعظیم اولیاء اللہ طواف مزارات او شان مروج شرعاً جائز است یا نہ بیت نواتوجروا۔

الجواب باعانتہ اللہ بالصواب آنکہ جائز است چرا کہ معنی طواف گردن چیز سے را و طلاق طواف عبارت نیست کہ مختص بہ بیت اللہ شریف باشد۔ نعم طواف بیت اللہ شریف عبادت است و طواف مزارات اولیاء اللہ فعل تعظیم است نہ عبادت تاکہ ممنوع باشد چنانچہ قیام و قسم سے یکے قیام عبادت چنانکہ قیام فی الصلوٰۃ دوم تعظیمی چنانچہ برائے تحفظ چنانچہ در احادیث شریف آمدہ قوموا السید کہ پس طواف تعظیم برابر طواف عبادت قیاس کردن و حکم کردن بہم جواز قیاس مع الفارق است۔

فقیر عرض کرتا ہے کہ عجیب صاحب نے اس تحریر میں تسلیم کی ہے کہ طواف کعبہ شریف عبادت ہے جیسا کہ قیام فی الصلوٰۃ عبادت ہے پھر قیام تعظیمی بزرگوار جواز توحید قوموا السید کہ سے ثابت کیا ہے جو بجائے مگر طواف تعظیم قبور اولیاء کو بلا دلیل جائز لکھ دیا ہے جو شان مفتیان نفوسے شعار سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ ذرہ غور فرماوین کہ ایک امر عبادت الہی کو جو اپنے نزدیک بھی یقیناً عبادت ہو بلا دلیل شرعی مخلوق کے واسطے روا کر دینا جرات علی الغیبا میں تو اوور کیا ہے اور آکے چلکر جن دلیلون سے جواز نقل کیا ہے اہل علم منصف مزاج کے نزدیک کوئی بھی انہیں سے دلیل نہیں اسکے جواز پر

مولوی عبد الرحمن صاحب دہلوی

تریدیان انمولوی غلام سید صاحب دہلوی

جیسا کہ اپنی موقع پر ظاہر ہو گا۔

قولہ فی ہنی کہ سجدہ انداعظیم افعال عبادت است ہم دو قسم است سجدہ عبادت و سجدہ تعظیم۔ سجدہ تعظیم اگرچہ در شرائع سابقہ جائز بود مگر در شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حرام شد۔

فقیر کہتا ہے کہ سجدہ تحیت باوصفہ کہ شرائع سابقہ میں جائز تھا مگر دین اسلام میں اسبب کمال توحید و خدا پرستی کے روا نہ رکھا گیا بلکہ حرام قرار دیا گیا۔ اور رد المحتار علی الدر المختار میں بنقل بعض معتبرات اسکو بھی کفر لکھا ہے جس سے محقق ہو کہ فعل عبادت الہی کو مخلوق کے حق میں روا کر دینا سوای دلیل شرعی کے بالکل ناروا ہے۔ سو اگر طواف قبور اولیاء اسکے جائز کرنے والے کے پاس دلیل اسکی کوئی آیت یا حدیث صحیح یا اجماع است یا قیاس مجتہد جو بہر چاروں اولیٰ شرعیہ میں موجود ہے تو پیش کرے ورنہ تقول فی دین اللہ سے بھنا اہل اسلام کو دہشت سے ہے واللہ هو الموفق۔

قولہ اگر تعظیم برائے غیر بیت اللہ ممنوع بودے ہر آئینہ کہ رام نقل حکام ربانی یا احادیث نبوی یا قول مجتہد در حرمت او وارد شدے حالانکہ ہم سند حسرت است یافتہ نشدہ۔ پس فعل تعظیم یا بغلط فہمی خود فعل عبادت نام نہاد و بلا دلیل شرعی حرام گفتن بعد از عقل و نقل است۔ اگر مدعی حرمت در دعویٰ خود صادق است بروے لازم کہ سند حرمت از اسناد امر قوم بالایش کند۔

فقیر کہتا ہے کہ مدعی حرمت طواف قبور کو اہل علم کے نزدیک کسی سند کے پیش کرنے کی حاجت نہیں بہ جب آپ خود مقرر ہیں کہ طواف بیت اللہ عبادت الہی ہے مدعی حرمت آپ سے دلیل جواز طواف غیر بیت اللہ طلب کرتا ہے کہ کوئی آیت یا حدیث وغیرہا سے بیت اللہ کے سوا تعظیم طواف کسی اور چیز کا روا ہے۔

قولہ و اینکه قولہ تعالیٰ و لیتطوفوا بالبيت الحرام یعنی را سند گرفته حرام میفرماید بدان کنند کہ قیام تعظیم را بسند قولہ تعالیٰ و لیتطوفوا بالبيت الحرام کہ

مولوی عبد الرحمن صاحب دہلوی

مولوی عبد الرحمن صاحب دہلوی

مولوی عبد الرحمن صاحب دہلوی

مولوی عبد الرحمن صاحب دہلوی

قیام تعظیمی رکے حرام نہ ہو گویا یہ عجب است کہ وَلَيَطُوفُوا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ رَاغِبِينَ فِيهِ
 وادہ اندھا لکن این طواف عبادت است و در تفصیل ارکان حج بیت اللہ شریف
 مذکور شدہ خاصہ درین آیت کریمہ بیچ کلمہ حصر نیامدہ کہ از وی اختصاص طواف
 بر بیت اللہ شریف ثابت شود۔

فقیر عرض کرتا ہے کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ قیام تعظیمی تو حدیث شریف سے
 ہو چکا ہے طواف تعظیمی کسی دلیل شرعی سے ثابت معلوم نہیں ہوتا ہے اور
 آیہ شریفہ وَلَيَطُوفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ صریح فرما رہی ہے کہ طواف بیت اللہ
 مشروع ہے۔ تفسیر دارک وغیرہ میں لکھا ہے وہو طواف اہل الغیراء کا
 ان العرش طواف اہل السماء انتہی۔ اس لئے ہو طواف قبل از نزول اس آیت
 مبارک کے رائج تھے جیسا کہ صنف امروہ میں طواف تھا تو اصحاب کیا راہ
 بعد نازل ہونے اس آیت شریف کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے لگے کہ ہم
 پہلے اس سے صفامروہ میں طواف کرتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف
 کو ارشاد فرمایا ہے اور صفامروہ کا ذکر نہیں کیا پس ہم اگر صفامروہ میں طواف کریں
 تو کچھ برج ہے تب یہ آیت شریفہ اَتَرَى الْقَصْفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ
 فَصَحَّحَ الْبَيْتَ اَوْ لَعَنَهُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطُوفَ بِهَا جِيسَا کہ صحیحین وغیرہ
 میں یہ واقعہ مذکور ہے بصرۃ صحیحین کی ضروری عبارت نقل کر دیتا ہوں۔

صحیح بخاری شریف کے باب وجوب الصفا والمروہ وجعلہا من شعائر اللہ میں حضرت
 ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حدیث طویل کے اخیر یوں لکھا ہے
 كانوا يطوفون كلهم بالصفا والمروة فلما اذكر الله الطواف بالبيت ولم يذكر الصفا
 والمروة في القرآن قالوا يا رسول الله كنا نطوف بالصفا والمروة وان الله تعالى انزل الطواف
 بالبيت فلم يذكر الصفا فهل علينا من حرج ان نطوف بالصفا والمروة فانزل الله تعالى
 ان الصفا والمروة من شعائر الله الا ترى عبادت مطبوعہ احمدی کے صفحہ ۳۲۳
 سے منقول ہوئی ہے اور اُس کے حاشیہ پر صحیح مسلم کی یہ عبارت درج ہے

دوای غلام و کسب گناہ

وقال اخرون من الانصار انما امرنا بالطواف بالبيت ولم يؤمر به بين الصفا
 والمروة فانزل الله عز وجل ان الصفا والمروة من شعائر الله الا ترى ان
 کو اب بخوبی یقین ہو گیا ہے کہ آیت وَلَيَطُوفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ صاف دلیل
 اسپر کہ عبادت شریفہ ہی کا طواف کرو جب دوسری آیت سے صفامروہ میں طواف
 (جو دراصل وہ حقیقی طواف نہیں بلکہ سعی بین الصفا والمروہ کا نام طواف رکھا
 گیا ہے) رد معلوم ہوا تب مسلمانوں نے اُسکا ارتکاب کیا پس ایسا ہی اگر بخوبی
 طواف قبور اولیاء کے پاس کوئی دلیل شرعی اُسکے جواز کی ہے تو پیش کریں اور
 ہمکو تو ہر شے کا تلاش کی ہے کوئی دلیل نہیں ملتی ہے بلکہ برعکس عدم جواز طواف
 قبور وغیرہ دلائل شرعیہ سے ثابت ہو رہا ہے۔

قوله اگر انصاف فرمایند طواف مراقد اولیاء اللہ تعالیٰ ان آیت شریفہ ہم ثابت
 میشود چرکہ در تفسیر نیشاپوری تحت قوله تعالیٰ اَوَّلُ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ اَمْرًا
 وَاَنْ يَخْرُجُوا مِنْ بَيْتِ اللَّهِ فِي الْاَنسَانِ (وهو العالم الصغير) القلب فالذي هو
 بیکہ صدر الانسان مبارک علیہ وهدی یهتدی جیم اجزاء وجود عبد اللہ
 بجودہ فالنور الالہی اذا وقع فی القلب انفتح له واتسع فیه بیصر وہ یعقل وینطق
 وبہ یطش وبہ یشی وبہ یتحرک وبہ یسکن فیه آیات ینتات یصل بها
 الطالب الی مطلوبہ والقاصد الی مقصودہ انتہی کلامہ۔

فقیر مجیب صاحب سے عرض کرتا ہے کہ آپ نے اس عبارت میں کونسی
 آیت یا حدیث یا قول مجتہد سے مزارات اولیاء اللہ کے طواف کو ثابت کیا ہے
 ذرہ برای مہربانی سمجھا دیں کہ کسی مختصر کی عبارت کا نام آیت یا حدیث یا قول
 مجتہد ہے۔ اگر ایسی دلیلوں سے آپ اثبات دعا کرتے ہیں تو صریح یہ بھی فتویٰ
 دین کہ انسان (عالم صغیر) کے قلب کو جو بیت اللہ کا نمونہ ہے قبل نماز میں
 سجدہ بھی اُسکی طرف کیا کریں اور نیز قبور اولیاء کو بھی سجدہ کروادیں کہ ان میں بھی
 نہ ہی ارباب قلوب ہیں خدا کے لئے دین اسلام میں خصوص اس وقت میں جو غریب

دوای غلام و کسب گناہ

دوای غلام و کسب گناہ

برج غایت ہے اور اسب زائعو ہر قسم کے فتنہ برپا کر رہے ہیں تو ہم اپنی سنت کو لازم بل الزم ہے کہ ایسے فتوے سے زبان بند رکھیں آخر قیامت کے روز حساب دینا ہے۔

قولہ ودر حدیث قدسی آمدہ کہ لا یسعی لہ فی ولا سمائی وکن یسعی قلب حبیدی المؤمنین ویز آمدہ کہ قلب المؤمن عرش اللہ تعالیٰ۔

فقیر عرض کرتا ہے کہ اول دونو حدیثوں کو کتب معتبرہ احادیث کے نشان دہی بعدہ کسی معتبر محدث سے انکی تصحیح لکھ کر نقل کر کے پھر انکا نسخہ ہونا و اسطے جواز طواف قبور کے شرح واری بیان فرماوین تا سب کی سمجھ میں آجاوے کہ ان لائل شرعیہ سے فلانہ مسئلہ ثابت ہوا اور جب تک ایسا نہ ہو تب تک اپنی فضیلت اور علیت کو بیکہ نہ لگاؤین اور فقیر کی مجاہدہ اور مخلصانہ تحریر کو بڑا نمانین۔

قولہ ودر بارہ تعظیم اولیاء اللہ تعالیٰ احادیث نبویہ ہم وارد اند کہ ان من اجلالی و توقیری توقیر الشیخ من امتی والشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ۔

پس ہر گاہ کہ شان اولیاء اللہ تعالیٰ اینست پس چگونہ اگر اکم کردن ایشان ممنوع ہے فقیر کہتا ہے کہ ان دونو حدیثوں کے الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ یہ معنوعات ہیں سے ہیں اور ایسی دلائل کے پیش کرنے سے علما ہی اہل سنت ریشخند مخالفین جو ہیں خدا کے واسطے ذرہ غور فرما کر ہر عربی عبارت کو حدیث نہ فرمایا کریں جب تک کسی حدیث کا پہلے کتب حدیث سے نہ لگے تب تک جرات کرنی دیانت سے بعید ہے۔

غیر حدیث کو حدیث کہہ دینے میں صحیح حدیثوں میں سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ جس قدر اکرام و اجلال اولیاء اللہ کا شرع سے حکم ہے ہم لوگ ائیین سے سر موخل انداز کو دشمن خدا یتعالیٰ اور رسول علیہ السلام یقین کرتے ہیں البتہ غیر مشروع تعظیم کرنے سے رکھتے ہیں کہ قیامت کو اسکا جواب کچھ نہیں بن پڑے گا۔ واللہ ہوالہادی۔

قولہ ودر مشکوٰۃ شریف حدیث آمدہ کہ ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ

یتلون کتاب اللہ ویتدارسون بینہم الا نزلت علیہم المکینۃ وغشبتہم الرحمة وحفتمہم الرحمة و ذکرہم اللہ تعالیٰ فیم عندا ومن مطاہر علیہم لیسوع بہ نسبہ رواہ مسلم ومعنی حفتہم الملائکہ جنین فرمودہ اند کہ طواف می کنند اور شانز فرشتگان اگر ان طواف عبادت بودے سعادۃ اللہ کہ فرشتگان عبادت غیر خدا فرمائیں پس معلوم شد کہ طواف تعظیم لغیر اللہ و لغیر بیت اللہ جائز است و کون عبادت مخصوص بیت اللہ است۔

فقیر عرض کرتا ہے کہ عجب صاحب نے اوپر دلیل نص آیت یا حدیث یا قول مجتہد سے طلب کی ہے پس اپنی تحریر کے موافق غور کریں کہ اول تو حدیث شریف فرشتوں کے طواف کرنے پر ذکر کریں کہ نص نہیں ہے کہ تطوفہم الملائکہ نہیں فرمایا بلکہ لفظ حفت کے معنی کثیر ہیں جنین سے اسجگہ اعطائے گئے ہیں جیسا کہ آیت جیسا کہ علم پر روشن ہے۔ دوم اگر یہی معنی طواف کے مراد رکھے جاوین تاہم بنی آدم کو طواف قبور کی اجازت پر ائیین کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ فرشتے تو حکم اللہ کے اس طواف پر امور ہو گئے بنی آدم کو طواف قبور کی اجازت کس حکم سے ہے اگر ہو تو قرآن وحدیث صحیح واجماع و قیاس سے دکھلاوین کہ نص ہو طواف قبور پر تو ہمو ایک ذرہ بھی اسکی تعمیل میں توقف نہ ہو گا۔ مگر جب تک اجازت صریح نہ ملے تو ایسی فرضی اور زعمی دلیلوں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کام مخلوق کے واسطے کیونکر روا کر دیا جاوے واللہ ہوالہادی اور یہ بات اہل علم پر روشن ہے کہ جو احکام فرشتوں سے متعلق ہیں وہ سب حکم بنی آدم سے متعلق نہیں۔ اور بغیر من محال کہ مان لین تو اس سے خالص اللہ ذکر کریں اللہ کا زندگی میں طواف کرنا پایا جاوے گا قبور کے طواف کا تو نام و نشان ائیین نہیں ہے۔

قولہ ومولنا عبدالحکیم سیاکوفی در زوا البیہ نیز طواف مراقد اولیاء اللہ جائز فرمودہ اند فی دستور القضاء من المنقط وان کان قبر عبد صالح

و یکنہ ان یطوف حولہ ثلاث مرات فعل ذلک انتہی و کذا فی خزانة الروایات

اور انکا نسخہ ہونا و اسطے جواز

اور انکا نسخہ ہونا و اسطے جواز

اور انکا نسخہ ہونا و اسطے جواز

اور انکا نسخہ ہونا و اسطے جواز

اور انکا نسخہ ہونا و اسطے جواز

اور انکا نسخہ ہونا و اسطے جواز

و وسیلۃ القلوب و محلک الطالین و فتاویٰ برہنہ۔

فقیر کہتا ہے کہ اس قول میں عجیب صاحب نے بہت سی سہل نگاریاں کی ہیں۔
 اول تو اوپر نص آیت یا حدیث یا قول مجتہد کو سند مقرر کر چکے تھے اب ایسی
 کتابوں کو جنہیں ہر قسم کے رطب یا بس جمیع بن سند میں پیش کرنے لگ گئے۔
 آیت یا حدیث صحیح یا قول مجتہد سے سند پیش کرنا لازم تھا۔ دوم زاد اللیب
 عبد الحکیم سید الکوثی کی تالیف نہیں۔ سنا گیا ہے کہ انکے خاندان میں سے کسی نے
 تالیف کی ہے اور جب اسکو دیکھا گیا تو اُس میں مسائل صحیح بھی ہیں اور نہایت
 ضعیف بلکہ موضوع باتیں بھی منقول ہیں اور خصوصاً مسئلہ طواف قبور میں کسی
 معتبر کتاب سے نقل نہیں کی ہے صرف فی الفتاویٰ کے لکھکر آگے لکھا ہے کہ اگر
 کسی نیک کی قبر ہو تو ممکن ہے کہ اُسکے گرد تین مرتبہ طواف کر لیں۔ اور قبروں پر
 ہاتھ رکھنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سنت و مستحب نہیں لہذا اُس پر ہے
 اور بعضوں نے اسکو بدعت مکروہ کہا ہے کہ وہ عادت یہود و نصاریٰ کی ہے۔
 یہ ترجمہ عبارت زاد اللیب۔ اب غور کرو کہ جو روایت کسی مجہول کتاب سے منقول
 ہو اور اسکی دلیل قرآن یا حدیث صحیح یا اجماع یا قیاس مجتہد سے مذکور ہو تو اسکو
 کونسا دینی عالم قبول کریگا۔ یہ حال ہے عجیب صاحب کی پہلی کتاب مستند کا۔
 اب اخیر کتاب فتاویٰ برہنہ کو جو دیکھا گیا تو اُس میں اون لکھا ہے لا طواف گور
 صالح سہ بار روایت اور دلیل اس مسئلہ کی کوئی نہیں لکھی مگر اس آیت یا حدیث
 وغیرہا میں سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ پھر قطع نظر اس سے مشہور ہے کہ فتاویٰ برہنہ
 میں بہت ضعیف مسائل و احادیث موضوعہ درج ہیں۔ عناوہ ازین اس فتاویٰ پر
 کی پہلی حدیث کی بیان میں لکھا ہے (تعلم نطق چون شرب خمر مستحق سطر)
 مطبوعہ لاہور اور ص ۹ سطر ۲۰ میں کہتے ہیں۔ و در خبرست کہ صوفی چون
 میکند شیطان گفت در ذرا و می آرد تا میں و شمال و شہ زندہ۔

اب اگر موید صاحب کا ان مسائل پر بھی اعتبار ہے اور اس کتاب کو کاملاً چھوڑ دیا جائے

مولوی محمد امجد علی صاحب

برہنہ

اور اول سے آخر تک ماننے میں تو مسئلہ ملاذیل طواف قبر صالح کے جواز پر بھی
 فتوے دیے ہیں۔ اور اگر مولوی صاحب منطق کی کتابوں کا درس بھی ہمیشہ کرتے ہیں
 اور صوفیوں کے سماع و سرود و رقص کو روا جانتے ہیں تو گویا فتاویٰ برہنہ کے
 مسائل و دلائل انکے نزدیک نامعتبر ٹھہرے پھر ایسی کتاب کی دلیل سے فعل
 عبادت الہی کو مخلوق کے واسطے روا کرنا انصاف و دیانت سے کیوں نہیں بعید
 سمجھتے ہیں واللہ ہوا لہادی۔

قولہ و شاہزادہ داراشکوہ کہ از علمائے وقت و اہل نسبت باطنی ہم بود در سفینتہ
 الاولیاء ہم نوشتہ کہ گاہ امام عظیم در مدینہ منورہ میرفت طواف روضہ مقدسہ
 حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مینمودند اگرچہ این کتب درینا اخلاق
 و آداب اند اما چون این طواف از آداب ست نرا زجہادات و معاملات پس را
 سند این کتب ہم مفید باشد فقط حرمہ خادمہ العلماء و عبد الرحمن خیر پوری
 بیکر صفر شہ ۱۲۸۰ ہجری المقدس۔

فقیر عرض کرتا ہے کہ داراشکوہ صاحب نے امام صاحب کے طواف کو دیکھا تو نہ
 کیونکہ صد سال اُنسے پیچھے پیدا ہوئے تھے پس وہ سلسلہ سند اس روایت کا
 کیونکہ نہ لکھا یا کہ کتاب فقہ حنفی معتبر کا نام کیونکہ نہ درج کیا جس سے یہ روایت قابل
 اعتبار ٹھہری۔ حضرت علامت ایسی بے ہسل روایات کا دین اسلام میں ایک
 ذرہ برابر بھی اعتبار نہیں ہوتا۔ اب آپ نہ صرف ہو کر سوچیں کہ کئی متن و شرح
 و فتاویٰ ہا فقہ حنفی کی معتبر مشہور ہیں اور ان میں آداب زیارت قبور درج ہیں
 اگر امام صاحب کا طواف روضہ منورہ کا واقعہ صحیح ثابت ہوتا تو اکابر علماء حنفی
 کیونکہ نہ کرتے بلکہ امام صاحب کے شاگردوں کی کتابوں میں ضرور درج ہوتا۔
 پس برای خدا ایسی دہیات باتوں پر بنیاد کر کے مخالفین اہل سنت کو نہ ہنسائیں
 اور قیامت کے حساب سے اندیشہ فرما دیں و ما حکینا الا بالکلم المبین۔

حضرت حافظ علی مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قصوری سلمہ اللہ تعالیٰ نے فقیر سے ذکر کیا

مولوی محمد امجد علی صاحب

مولوی غلام کریم سنگھ صاحب

اصحاب من اجاب - العبد فقیر غلام محمد گوی غنی عنہ امام مسجد شاہی لاہور بقلم خود	محبب مصیب ہے - العبد سید غلام حسین غنی عنہ قصوری غلام مسجد حضرت صاحبزادہ صاحب بقلم خود
ما فیہ صحیح و صواب العبد حافظ غلام مصطفیٰ قصوری بقلم خود	مؤمن یقین ہذا فقد رشد و اھتدی ومن اعرض عنہ فقد ضل و غوی العبد فقیر فضل حق صدیقی خفی المام محمد کلان
الجواب صحیح العبد محمد عبداللہ ٹوکی غنی عنہ اول مدرس عربی یونیورسٹی کالج لاہور -	المحبب مصیب العبد فقیر خیر محمد غنی عنہ بہا و پوری
الجواب صحیح العبد جمیت علی غنی عنہ مدرس مدرسہ بہا و پور	الجواب صحیح العبد خلیل احمد غنی عنہ مدرس بہا و پور
ما حررہ الفاضل الجلیل کاف للنصف العقیل لا للتعصب الذلیل واللہ المہادی الی سواہ السبیل العبد نقذہ السید محمد زلمن شاہ القصور و الخیر فوری غنی عنہ	
تمام شد تحریر مولوی غلام دستگیر صاحب قصور غنی	

جواب مولوی محمد حسین صاحب دہلوی وراثت حرمت طواف قبور ان المحکمہ اللہ طواف قبور انبیاء و اولیاء و دیگر مقامات شریکہ سواہ بیت اللہ زائد ہند شرقاً و غلطیما تا درست و حرام است و ترک کعبہ حرام کہ امرار برآن سازد فاسق و فاجر و اگر جائز و حلال است بعل آر و کار است فی شرح المناسک للعارف و لا یطون ای لاید و رجوع البقعة الشریفة لان الطواف من اختصاص الکعبة النیفة فیحرم حول القبور الانبیاء و الاولیاء و لا عبرة بما یفعله العامة للجملة ولو کان فی صورہ الملتزم و العلماء انتہی و در حدیث صحیح است الطواف کالصلوة یعنی طواف کعبہ شریف نماز است پس چیزے کہ مثل نماز مخصوص ہو و اہل نماز برای غیر اللہ مقرر نہ کیا فرما شد و فی البحر الرائق و التعریر لیس بشی لان الوقف لما کان عبادہ مخصوصہ بمکان لم یجز فعلہ الا فی ذلک المکان کالطواف و غیرہ الا تری انہ لا یجوز الطواف حول سائر البیوت تشبیہا بالطواف حول الکعبة انتہی - معنی تعریف آنست کہ مردم بعض بلاد و محرابے معمورات خود ہمہ گروہ نمودہ اہل عرفات و اجتماع شان بعل آوردہ در دعا و اذکار اہل عرفات مشغول میشد پس ازین بہت زجر و تنبیہ کردہ شد کہ این دعوت مخصوص عرفات است بجا ہی یک درست نیست بنا برکہ انہ لیس بشی - حق فی النہد الفائق التعریر لیس بشی لان لو توفی کل عبادہ اختصاص بمکان لم یجز فعلہ الا فی ذلک المکان کالطواف و غیرہ الا تری انہ لا یجوز الطواف حول سائر البیوت تشبیہا کذلک غایت البیان و هذا ظاہر فی انہ بیکہ تمہیداً و صرح فی المعراج بان لوطاف حول سجاء یخش علیہ الکفر انتہی - و ہذا فی الکفایۃ شرح المہدایۃ - و فی شرح العقائد النسفی و غیرہ استی الی المحدثۃ صغیرہ کانت او کبیرہ کفر - ہر گاہ کہ ازین روایا کتب حبر معلوم شد کہ طواف غیر کعبہ قبرے باشد یا غیر قبر یا مسجدے باشد یا غیر مسجد سواہ مسجد الحرام حرام و نادرست و غیر جائز است پس تجویز متبہ منازلین غالین مثل محبب اول کاشد المظاہرین در امر ترویج بہت و شرکاءہ فی الدین
--

و برهم زن راه توحید و سنت است بل یکی از بزرگترین کلمات که می توان عید است
از پایدار اعتبار ساقط و لا اصل له فی الدین القیم است و مقصود شایع از طواف قبور
کعبه عظمیه مکرر تعظیم و تکریم مخصوص است که برای دیگران نیز قسم روا نباشد چون حکم بر
طواف مقرر کرده شود برابری غیر کعبه عظمیه لازم آید و آن خلاف مقصود شایع
پس روایتی که خلاف مقصود شایع باشد و را بر گزین قبول نباید کرد -

این وقت بسبب استعجال سائل بطور ابطال باطل و احقاق حق مختصر قلمی رفت
ان شاء الله استعجال بعد از این جواب به سبب برهم زن است دلالت شدنی طواف
در نماز شکن او پیش اهل توحید و سنت بوده و حاوی حق توان شد و الله اعلم بالصواب
حرره الفقیر محمد حسین الدهاوی عفا الله تعالی عنه

جواب سلاله خاندان مصطفوی عمده دودمان مرتضوی جناب
سید محمد زمان شاه صاحب متوطن بلده خیر پور شرقیه ملازم
زمره حاضر باشان حضور سرکار عالی بهاولپور دام اقباله هم سفر شده
در عدم جواز طواف قبور انبیاء و اولیاء رح

الحمد لله الذی اوضح لنا الحلال والحرام والصلوة علی رسولہ الذی بلغ الینا
الاحکام و علی الله و اوصیاءه الذین فازوا غایة المرام اما بعد بركة و اتام الله امرکم
محض و محتجب بما ذکره و در روز فتوی جناب استغاب عالم جلیل فاضل فی مثل مولائی و
استاذی حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب خیر پوری درباره جواز طواف قبور اولیاء
منذر بمصادق الاخبار بهاولپور مبلغ ۳۰ صفر ۱۲۸۵ هجری بطلان این خاکسار رسید
از آنجایی که طواف قبور اولیاء و شریعت مقدس نبوی صلی الله علیه و سلم ممنوع و ناجائز است
و فتوی مذکور بطلان قلت مصطفوی است پس بعد تحصیل اجازت از حضرت مولانا
صاحب موصوت اعلاء کلمة الله و ابتغاء لمراضات الله جواب شدنی و بعضی بیان
آوردنی لازم افتاد فلما انا شرع فی المقصود باعانة الوساو موجود قال مولانا
الخیر نور محمدی طواف قبور اولیاء الله عز و جل جائز است چرا که معنی طواف گردن گشتن است

چیز را و مطلق طواف عبادت نیست که مختص به بیت الله باشد و طواف عبادت نیست
شریف عبادت است و طواف مزارات اولیاء الله فعل تعظیم است نه عبادت تا که منوط
باشد چنانچه قیام دو قسم است یکی عبادت چنانچه قیام فی الصلوة دوم تعظیم محلی
برای عظمای چنانچه در احادیث شریفه آمده که قوموا لیسید کبر طواف تعظیمی را بر
طواف عبادت قیاس کردن و حکم کردن بعد از قیام مع الفارق است - انتهى
بسته را حاجد اقول طواف قبور اولیاء الله شرعاً ناجائز بلکه حرام است و عقوبت
است و معتبره و از بر عدم جواز مذکور می باشد شد - و معنی طواف اگرچه گرد گشتن محلی است
اما بطاعت عرف معنی وی بجز گرد گشتن محلی بیل عبادت در گز نیست و پس
عرفاً است و از دست چه از قدیم ایام تا مین زمانه طواف بیت الله و طواف اقصای
طوافی دیگر نکسته کرده و ندیده اند شنیده است و این هر دو علی بیل عبادت کرده
میشوند اما اول شروع و موجب ثواب است و ثانی کفر و سنگین عتاب - و هر چه که
بعضی سیر پرستان این زمانه میکنند و طواف تعظیمی نامتی از مخمرات جهه و شایان
فلا یغیب الله و هوید است که معانی معرفیه را نسبت معانی لغوییه در شرائع فعلی قیام
پس ثابت شد که طواف طواف عبادت است پس پس گرد گشتن جزایک طواف عبادت
باشد دیگر نباشد و آن غیر بیت الله حرام است و فعل تعظیمی بودن این طواف از کتب
مستبره و تنبییه بر من نمیشود بلکه حکام مجتهدین و محدثین دین شیخ شام بر عدم جواز این
است - حضرت علامه نجف مجتهد الوقت مولانا آقا علی قاری مدظلهم در رقعة شرح مشکو
تحریر فرموده اند و از انرا در فی فائحه الکتاب و قوله هو الله احد ثلاث مرات
شود بحواله و کما یسمی مولانا یقبله فان ذلک من عادة الناس - انتهى -
ایضا خیال باید کرد که هرگاه از مس کردن دو سه داون که اندک تعظیم است بود و شایه است
نصاری منع فرموده اند پس در باره طواف قبور که علی مراتب تعظیم است و رتبه بنام
بطواف اصنام میدارد بدون حرمت مزمنه و نبی شده به فرایند و باید که طواف قول
بعضی معاد که بلفظ لا بأس در باب تقبیل قبر والدین صدور یافته جموع کرده نشود -

جواب اول آنکه بعضی است و ثانیاً بلفظ الباب است و فی رد المحتار علی الدر المختار و قال
فی النهاية لکن لفظ لباس دلیل علی ان المسح غیره لکن الباس اشد انتهى -

و اینکه مولانا صاحب خیر پوری بر قیاس قیام طواف با نیز و قسم قرار داده اند چون
میگویم که این خود قیاس مع الفارق است و فرق در میان قیام و طواف بوجود آنست
است اول اینکه طواف از قدیم محض بطور عبادت واقع میشود و کما ذکر است اتفاقاً و قیام
از قدیم بطریق عبادت و تعظیم هر دو واقع شده می آید و متبادر از طواف محض
طواف عبادت است و از قیام قیام هر دو قسم نیست دوم اینکه قسم در نماز عظمی
باشد حسب تحریر مولانا خود و تصحیح حدیث شریف ثابت شده و در شایسته قسم دوم
طواف که تعظیمی باشد از احدی حدیث وارد نشده بلکه تا بقول مجتهدین افتد و یقیناً
بلکه مجتهدین تصریح بر حرمت طواف قبور فرموده اند سوم آنکه طواف و صلوة است
چنانچه در بایر قریه است که قال البیہقی صلی الله علیه وسلم الطواف بالبيت الصلوة
و برگاه طواف و صلوة است و صلوة عبارت محض و محض نه است که لیس فی غیر الله
نه بطور عبادت گذارده میشود و نه بطریق تعظیم پس کما طواف عبادت محض و محض نیست
و حرام اخیر نیست بلکه استیفاء طواف قیام که آن حسب تحریر مولانا عبادت محض نیست
که قیام و البیت که آمده است و اگر بالفرض این قیام مولانا صاحب درست
پس مولانا صاحب را تعظیم رکوع بسوی رکوع عبادت و رکوع تعظیم بر قیاس قیام
بسوی قیام عبادت و قیام تعظیم بر مسلم کردن فی افتد و لا قائل بر احد **قال سولانا**
الخیر پوری اگر طواف انظیم برای غیر بیت الله ممنوع بود بر این که کدام نص است
کلام ربانی یا حدیث نبوی یا قول مجتهد در حرمت او وارد شد پس حال آنکه هیچ سند
حرمت او یا نه شده **اقول** این کلام مولانا صاحب دلالت بر آن میکند که کتب
معتبره و دینی نزد آنحضرت موجود نیستند یا با وجود وجود کتب متبع مافی کتب نفی نموده
اند یا اینکه بوجوه اعتقاد محض بر آن خود بمذاهب اهل کائنات لم یمن انکاشته اند
قال مولانا الخیر پوری اگر مدعی حرمت مدعی خود صادق است بروی لازم که

سند حرمت از اسناد قویه بالایش کند انتهى **اقول** بر شاد مولانا صاحب بر
سرو تیم سند حرمت ال این است که حضرت محدث عیشیل مجتهد بعدیل مولانا صاحب
قاری علیه الرحمة که قول شان تا بحدی معتبر و مستند است که کتب معتبره و نه اول مثل
رد المحتار و غیره با قول و اسنادشان ملو و تحوانند در کتاب مسکک منقسط طهر
لباب المناکک مصنفه شیخ امام رحم تحریر فرموده اند و لا یطوف فی کلابه و در حوال
البقعة الثانیة لکن الطواف من مختلفات الکعبة المنیفة فهو محول قبور
الانبياء و الاولیاء و لا عبرة بما فصله السامع الجهمی و لو کان فی صورة تلك الحکم
والعلماء انتهى الزین عبارت از نظر من شمس الدین من الایست که طواف محقق
به بیت الله شریف است و گرد قبور سایر سروراء ممنوع است پس سند دوم این است
که حضرت فخر محمد شمس مولانا شاه عبدالعزیز صاحب بلوی قدس الله سره و فی بعض
نوشته اند قل جنتناح علیه یعنی برین هم خطره گناه نیست بروی از حرمت است کفار
و بیت پرستان آن یطوف بولما یعنی اگر طواف کند باین بر و کوه بر یک
طواف بخانه کعبه و تیمم آن بر یک خطره گناه است کفار و بیت پرستان جانتان
می باشد که در اینجا حکم طواف شرع وارد نشده باشد انتهى پس میگویم که در باب طواف
بسی حکم طواف شرع وارد نشده بلکه برین هم خطره گناه نیست بروی از حرمت است کفار
کفار و بیت پرستان و اجماع است و اجتناب از لازمی است و طواف کفار گرد مسافران
است چنانچه در تعقیب جماعین در شان نزول همین آیت نوشته تولت لنا کراهة الی
ذالک لان اهل البیت علیه السلام کافوا بطوافون بر او علیه با صند ان یکم و فیما انقی
مسند سیوطی است که در رد القار عا شیه و مختار نوشته است و کبر التیم
سند القبر و قضاء الحجة بل ولی و کل الم عمل من السنة انتهى و کما حدیث
که طواف قبور اگر کدام است و حدیث سید و شده است ما شارفاً قدس سره است
من یکده الامور پس برگاه طواف قبور از هیچ سنت معهود نیست لامحاله کرده خواهد بود
و درین عبارت که لفظ میگوید واقع شده مراد از ذکر است تحریری است زیرا که اگر است

در اینجا مطلق است و وی راجع میشود بسوی فرد کامل خود که اگر است تحریر است باین
 فی علم الاصول تسند چهارم این است که در رد المحتار بعد از این عبارت مذکور
 والمعمود منها ليس الا زيارتها والدعاء عندها قائما انتهى - و حضرت سید
 المحمدين شيخ عبدالحق دباوی در معانی التفتیح نوشته اند طالعما فی ذلك الدعاء
 للاموات والاستغفار لهم وبذلك وردت السنة انتهى بلفظ الا بعد لیکن
 در عبارت رد المحتار واقع شده مفید حضرت و همچنین تقدیم ماحقه التاخير که در فقره
 وبذلك وردت السنة واقع است مفید حضرت پس معبود من السنة معبود در زیارت
 ودعاء واستغفار است وطواف قبور فاجازت و داخل در بیعت و بیعت هم سید
 چه این طواف نهایت تعظیم قبر و موجب تشابه بیت پرستان است پس نهایت ممنوع
 باشد چه در میت آمده من تشبه به بقوم فهو منهم و نیز در بیعت من سن سنة
 مستین کان علیه و زرها و زرها من عمل بها من بعد مرغیان ینقص من اوزارهم
 کما فی المشکوة تسند پنج حاین است که در لبالب المناکس مصنفه حضرت شیخ امام
 بعد ذکر حرمت طواف قبور نوشته است ولا یغنی ولا یقبل الا یرض فانه بدعت انتهى -
 و انما بحواله مرعاة نیز ممنوعیت تقبیل و مسح مزار ذکر کرده ام پس قل سلیم انما منع انقده
 تعظیم که قبیل است با متناع طواف قبور که تعظیم عظیم و بعد دیگر منشیات و کفریات تو
 شد بخوبی که سیرد تسند شش حاین است که طواف بیت الله شریف حب تصریح شد
 صلوة بیت و صلوة عبادت محض است که غیر الله والی غیر بیت الله حرام است پس حجت
 میشود که طواف عبادت محض است و غیر الله والی غیر بیت الله حرام است کما ذکره آنقا
 و اگر در خاطر مقرر مخطور گردد که محل صلوة در حدیث شریف بر طواف نیست
 بر طواف بیت الله است و ظاهر است که طواف قبور طواف بیت الله نیست و هرگاه
 طواف بیت الله نیست صلوة نیست و هرگاه صلوة نیست پس محض بیت الله نیست
 و جایز است در محبت الله احوال این است که ممکن است که قید لفظ بالیت واقع در حدیث
 اتفاق باشد و اینها آنکه ممکن است که این قید اخترازی باشد و وجه اخترازی طواف غیر بیت

این باشد که طواف غیر بیت الله صلوة نیست بلکه فسق و الحاد محض است و چگونه
 این سخن ازین قید مقصود خاطر مقدس نبوی صلوة الله علیه و سلم نمیتواند شد که طواف غلاف
 گردگشتن چیز است علی سبیل العبادت است و عبادت غیر عرام مطلق است و ثبات اینک در
 بقبله شد و ادای ارکان مخصوصه کردن صلوة است و صلوة مختص والی جهت بیت
 است پس اگر شخصی بمس ارکان مخصوصه را غیر الله والی غیر بیت الله کند پس این محض
 را باید که این باین فعل محض را نیز بر دلیل که این صلوة نیست زیرا که صلوة ادای ارکان
 مخصوصه است بشرط و بقبله شدن و اینجا و بقبله شدن مفقود و ناموجود و هر
 صلوة نیست مختص والی جهت بیت الله نیست و رواست لایزال الله والی غیر بیت الله
 و لا قائل به اصیل انکف و شرک صریح پس این محض را بر لبه و توجیه که در بیعت
 محفوظ خاطر گردد همان جواب و توجیه در تمام الطواف بالیت صدوة تصویبه از
 الحاکم خصوصیت مطلق طواف بیت الله باز در باره از خدا تیرید که آخر این
 جهان گذشتن و بدان مکان پرستش تسند هفتم این است که حضرت قاضی ثنائیه
 صاحب پانی تی مصنف تفسیر مظهری در مال بدیهه نوشته اند سجده کردن بسوی
 قبور انبیاء و اولیاء و طواف قبور کردن و دعا از آنها خواستن و ذبح برای آنها
 قبول کردن حرام است بلکه چیزها از آنها کفر میرساند بنیبه صلوة الله علیه و سلم
 بر آنها لعنت کرده و از ان منع فرموده و گفته که قبر و رایت نمیکند انشی و اگر طالع
 تحقیق را ازین هم برآید تحقیق بر نظر باشد باید که فتوای جواز را تصدیق نکرده
 بکتاب معتبره حدیث و فقه و شروح آنها و کتب تفاسیر رجوع کند و مطالعات
 تا حقیقت حال منکشف گردد و در وسط خلالت نیت و انشی به منشی انصراف
 مستقیم قال مولانا خیر فری و ایضا قوله تعالى والینطوفوا بالبیة العتیق
 سن گرفته حرام میفرماید بدان اند که قیام تعظیم را ببنه قوله تعالى وقوموا
 لله فانین حرام گویند اقول جواب این امر بر من کس است که بسند این آیه
 طواف قبور را حرام گوید و نیز من چون دیگر بسند معتبره مذکور موجود اند بر حق ضرر

که ازین آیت استدلال بر مدعی خود نماید علی الخصوص مفهوم مخالف عند الحنفیة معتبر
نیست که ایشا علیه علم الاصول اما مولنا صاحب را باید که حال طواف و قیام یکسان
تصور فرمایند که فیما بین این هر دو فرق بسیارست چنانچه سابق مذکور شد قال
مولنا الخیر فوری اگر انصاف فرمایند طواف مراقب اولیا و الله تعالی ازین آیت
شریفه هم ثابت میشود چه اگر در تفسیر نیشاپوری تحت قوله تعالی ان اول بیدیت
للناس آمده و ان انما زوج بیت الله فی الانسان و هو العالم الصغیر القلب
فالذی وضع بیکه صدر الانسان و در حدیث قدسی آمده که لا یسعی ارضی ولا سائی
و لكن یسعی قلب عبدی المؤمن و نیز آمده که قلب المؤمن عرش الله تعالی است و مخصوص
اقول قطع نظر از چگونگی صحت عبارات مذکوره در عبارت نیشاپوری و عبارت
حدیثین بیخ ذکر طواف نیست بلکه از دوسه نامی و نشانی هم نیست و اگر مولنا صاحب
بوجه بودن قلب مومن نمونه بیت الله و بوجه بودنش موسع خدا و بوجه بودنش عرش
الله تعالی اثبات طوافش از آیه و لیطوفوا فی الخ میفرمایند باره بگویند که
مومنین با موری طواف عین بیت عقیق اند یا با موری طواف نمونه بیت الله و عرش
الله و موسع خدا خصوص در آیه و لیطوفوا فی الخ لفظ خاص بالبیت عقیق
که فقط دلالت بر هیئت معبوده شخصه میکند واقع است انموده جرح ادین لفظ خاص
و نه و راجع نیست و هرگاه در لفظ خاص قرآنی بحدیث اتحاد زیادتی نمیتوان کرد
پس به او ایلات خام مؤلکان این زمانه چه میرسد و اگر مولنا صاحب ازین عبارت
نیشاپوری و ازین هر دو حدیث اثبات طواف غیر بیت الله میفرمایند پس
تخصیص طواف قبور اولیا و الله تعالی چه معنی دارد بلکه مولنا صاحب ایست
که جمیع زمین مساحین و طالحین را اجازت میدادند که تا هر یک از صالح طالح
در نه گاهی نیز طواف یکدیگر کرد و تعظیم این عرش و این نمونه بجای آوردند چه در
زمانه حیات نیز این عرش این نموده در ابدان مومنین موجود و تحقق است و نیز
تخصیص ثلث مرات که مولنا صاحب بجواز دستور القضاة تحریر فرموده اند

چه معنی دارد بلکه هرگاه این طواف بوجه عرش الله و نمونه بیت الله بودن قلب مومن
است پس میبایست که بمرآتیه و هم جائز بودست و هر چند زیاده بجا آورده شد
موجب مزیت ثواب گشته و لا قائل به احد بل ذاکله ذنب کبیر قال مولنا
الخیر فوری و در باره تعظیم اولیا و الله تعالی احادیث نبویه هم دارد اما که ان من
اجلالی و توقیری و توقیر الشیخ من امتی و الشیخ فی قومه کالبنی فی امته پس هرگاه که شان
اولیا و الله تعالی اینست پس چگونه اکرام کردن ایشان ممنوع باشد انتبه
اقول مولنا صاحب را میبایست که این معادین دلیل را بر سنگران اولیا و الله
پیش کردند و ما از ان بناب ایشان هیچ انکار نیست اما از اعتقاد یک شریع علیه السلام
اجازت بدان نفرموده و مفسرین بحد کفرست صد بار نیز اریم و پناه بخدا میجویم
و این هم معلوم باد که کلام مولنا صاحب در باره جواز طواف قبور بود و این بخار
معاد دلیل که حدیث است ذکرست و اثرست از طواف نیست فقط لفظ تعظیم و
اجلال و توقیر و اکرام مذکورست و انبیا تعظیم مشروع مرادست نه غیر مشروع
که مثلاً طواف باشد اگر بگفتند من اعتبار نیاید که تبشیر حدیث را معطال نمود
تسکین میباید فرموده و اینان هم مخفی مباد که دلیل مولنا که حدیث ان من اجلالی
است نص بر مدعی شان که تعظیم اولیا است نمیتواند شد زیرا که لفظ شایع بمعنی
پیشواست طریقت و هم بمعنی خداوند و هم بمعنی پیر است و فیما بین این
معانی اگر چه تضاد نیست اما نسبت عموم و خصوص بن وجه تحققست و معنی
شیخ درین حدیث علی ما هو الظاهر و التماس و پیر سال است و همینست معنی شیخ
در حدیث قرآن شریف چنانچه در آیه تسبیح التلاوة دون الاحکام اشیخ و شیخه
از این آیه واقعست و چنانچه در سوره بقره حضرت فاکوایا ایها العزیزان
که ابایشیخا کبیرا آیه و چنانچه در سوره قصصست و ابونا شیخ کبیر درین حدیث
هر آیت از لفظ شیخ شخص پیر سال مرادست قال مولنا الخیر فوری در شکوة
شریف حدیث آمده که ما جمیع قوم فی بیت من بیوت الله تعالی یملون کلا علی

بحال مولنا خیر لوری که انجین کتب استند فهمید بجز اینها فتوای می دهند
 قال مولنا الخیر لوری و فی دستور القضاة من الملة قطوان کان قبر عبید
 صالح و میکنه ان یطوف حوله ثلاث مرارة فعل فکلتی و کذا فی خزائن الروایات
 و وسیلة القلوب و محکم الطالبین و فتاوی برهنه انتهی اقول جواب این
 همه آنست که نسبت بزاو اللیب نوشتہ ام هر چه آنجا مطالعه فرمایند اینجا
 نیز همان نحو دارند و علاوه بر این است که فتوای برهنه فیما بین العلماء زیاد
 از حدنا معتبر و نامستند است پس سند بدان گرفتار گویا خلاف جمهور فرمودست
 و اگر فتوای برهنه نزد مولنا صاحب معتبر و مستند است پس واجب و لازم که
 بر هر مستند و چنانچه در فتوای مذکور نوشتہ است نیز قائل شوند و از دعوی حلیت
 سماع و دخول در مجالس سرود و وجد و رقص بکلی باز آیند این امر شایان شان
 کرام نیست که کتب بی راجح یا محال جامی که موافق مدعای خود نمیند مستند نگارند
 یا قیاسی یا محال یا مخالف مراد خود باشد و در اینست قال مولنا الخیر لوری و شایان
 و لا شکوه که از کتب وقت و اهل نسبت باطنی هم بود و سفینه الاولیا نوشتہ که
 بر گاه امام اعظم رحمه الله علیه در مدینه منوره میرفتند طواف روضه مقدسه حضرت
 سرور کائنات صلی الله علیه و سلم می نمودند انتهی اقول اولاً معلوم باد که سفینه الاولیا
 نه از کتب تفسیر است و نه از کتب حدیث و فقه بلکه بنجد کتب تواریخ اولیا و است
 که بر روایات ضعیفه معلومند پس کمال تسامح است که مسئله دین را از کتب غفیفه
 نموده شود و ثانیاً باید فهمید که این عبارت که مولنا صاحب بجز الاسفینه الاولیا و
 ارتقام فرموده اند در سفینه الاولیا و نه لفظاً یافته میشود و نه معنی چنانچه اصل عبارت
 سفینه الاولیا و درین تمامین است و گویند هر گاه بطواف روضه رسول صلی الله
 علیه و سلم میرفتند میگفتند السلام علیک یا سید المرسلین جوابت آه و علیک السلام
 یا امام المسلمین انتهی پس ناظر ضعف بفرمایند که در اصل این عبارت در عبادت است که
 مولنا صاحب نقل کرده اند چه قدر فرق اندکی و دعوی است جاری فی سبیل الله

بنظر انصاف فرمایند که طواف کردن امام ابو حنیفه روضه مقدس نبوی ملازکلام
 لفظ اصل عبارت سفینه الاولیا یافت میشود و کلاً نه الیس معنا بلکه معنی
 اصل عبارت سفینه الاولیا اینست که هر گاه امام غفلت برای طواف روضه
 مقدس از شهر و مکانی میرفتند در بخارفتند در سیده السلام علیک یا سید المرسلین
 میگفتند نه آنکه طواف میکردند و اگر چنین بودی شهرزاده قصر حج بدان کرده لفظ
 (طواف می نمودند) چنانچه مولنا صاحب خیر لوری بن الحاق ناحق فرموده اند چرا
 نگفته و اظهر من الشمس است که برای کار رفتن را صد و رو و وقوع آن کار لازم
 نیست چنانچه شخصی باراده طواف مزار نبوی صلی الله علیه و سلم روا شد و اینجا
 رسیده یادداشت را به علم و فقه است خود یا حسب تنبیه دیگر معطوش گردید که
 این کار در شریعت ناجائز و حرام است پس نکرد و باز این هم بویا باد که لفظ گویند
 در اصل عبارت سفینه الاولیا مرقوم است چه قدر دلالت بر ضعف میکند پس بگوید
 مولنا صاحب خیر لوری عبارت خود ساخته احوال سفینه الاولیا نموده اند
 و ثبوت طواف قبور را و می دهند اتهام ناحق در حق آن عالم وقت و اهل نسبت
 باطنی کرده اند و مدوج خود را مدوم ساخته اند و پس بدامن شان انکلام قال مولنا
 الخیر لوری اگر چه این کتب در بیان اخلاق و آداب اند اما چون طواف از کاد است
 نه از عبادات و معاملات پس ملا سندین کتب هم سفینه است انتهی اقول امری
 مستحب شرعی گفتن و باز سندش از کتب تواریخ آوردن این چه معنی دارد فی الواقع
 این کار کار آفرینست که تعریف مستحب را که با فعله نبوی صلی الله علیه و سلم مرقه و ترک
 آخری است غلط فهمید و متقلب بدین الفاظ سازد که المستحب با ثبت سفینه الاولیا
 و غیره کن کتب التواریخ سواء فعله نبوی صلی الله علیه و سلم اولاً و یا رست مولنا صاحب
 این هم بفرمایند که در کدام کتاب دینین قاعد مجوده است که در اثبات آداب
 و استحبات شرعی کتب تواریخ هم مفید است اقتداء الالیس الامر کذا و اینکه تحریر فرموده
 اند که این طواف از آداب است نه از عبادات و معاملات بن یکویم که این افکار

عبادت است چنانچه سابقا ثبت شد پس نزد مولانا نیز بنظر انصاف این کتاب
شدش نتواند شد فقط بدان خاطر بجای و بجای فی قلبی و در جوی من الله تعالی ان یجعله
خالصا بوجه الکریم مستلزا للفضل المیم

حرره فقیر باب الله السید محمد مرزا شاکر متوطن بلده خیر پور شرقیه ملازم زمره
حاضر باشان حضور سرکار عالی بهاولپور دام اقباله - ۲۴ - صفر ۱۳۰۳ هجری
این جواب باصواب ربانی عنایت فرمایم سالار خانان نبوی سید محمد زمان شا
صاحب لمیع من رسید برای تردید احوال مولوی محمد عبدالرحمن صاحب خیر پوری و
وطنایت و تسکین طالب حق کافی میدانم والله یدعی بن یشاء الله در این تفتیم

بها الجواب صحیح

حرره

خلیل احمد عفا الله عنه

جمعیت علی عقی عنه

بها الجواب صحیح

الجواب صحیح

بند شتاق احمد خیر و فقیر قادر بخش عقی

خویم العلماء و محققین عقی

جواب مولانا مولوی قادر بخش صاحب عظیم شهر بهاولپور و مولانا طواف قبور

بسم الله العلی العظیم و اکثر الشیخ و فاضلی علی رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم
الاصحاب الذین بعدهم و غیر الذین یخافون الله کان شره مستطیع الابعده و یدابا
که فتوی مولوی عبدالرحمن صاحب خیر پوری درباره جواز طواف قبور اولیا
مندرجه صادق الاخبار بهاولپور مطبوعه ۲۴ ماه صفر ۱۳۰۳ هجری این احقر رسید
موجب کمال حسرت و افسوس گردید صدق رسول الله صلی الله علیه و سلم حیث قال
یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه لا یتقی من القرآن الا
رسمه الحدیث اگر خاطرنخواست که در جواب این فتوی ذمیم قریب الکفر حد رفی
چند بکارم چنانچه جواز طواف قبور مصداق حدیث شریف نبوی صلی الله علیه و سلم
باعتبار قوم بعدی کافی کافرا علیه الا اولوا الجدل اند بلکه مصداق قول تعالی بل هم قوم

تصمیم اندام با فجای آیه کریمه قل الحق من ربکم تحریر جوابش فرض لازم نیست
پس اختصاصا بر این سیم که طواف قبور اولیا الله شرعا ناجائز بلکه حرام است چنانچه
ملا علی قاری علیه الرحمة در شرح مناسک نوشته اند و لایطوف ای ولایه و رول
البقیة الشریفة لان الطواف من مختصات الکعبة المینة فیرم حول قبور الانبیاء و الاولیاء
ولا عجرة بما یفعله العامة البجیلة و لولا کوانی صورة المشایخ و العلماء انتهی و چنانچه
در کفایه حاشیه هاید مسطور است الاتری ان من طاف حول مسجدی سوی الکعبة یحیی
علیه الکفر انتهی و الله اعلم مولوی عبدالرحمن صاحب خیر پوری درین اختراع
چه فائده مد نظر داشته اند و با وجود آگاهی ازین حدیث که من فارق الجماعة شیئا
فقد خلع ربقه الاسلام من عنقه و با وجود اطلاع برین وعید شدید که اتبعوا السوء
الاعظم فانه من شد شد فی النار خلاف جم غفیر متقدمین و متاخرین اهل السنة
و الجماعة بعمل آورده رخنه انداز فانه اسلام گشته اند آبی امت مرحومه حضرت سرور
کائنات صلی الله علیه و سلم من شمایان را محض بوجه مبروری و بهم نهی سوگند
خدا و رسول خدا داده میگویم که فتوی جواز طواف قبور را بر سر لغو و باطل و ناید
و بسویش هیچ التفات نکنید و الانسب بشما نیز خوف کفر صحیح گردان وقت
وقت حدوث اختلافات است و این زمانه زمانه اختراع بدعات و محدثات است

صدق رسول الله صلی الله علیه و سلم حیث قال او صیکم تقوی الله و اسع
و الطاعة و ان کان عبد اجشیا فانه من لعن منکم بعدی فیرس اختلاف اکثر افعیکم
بسنی و سنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسکوا بها و عشوا علیها بالنواجذ و ایامکم
و محدثات الامور فان کل محدثه بدعة و کل بدعة ضلالة رواه احمد و ابو داود و
انوان مومنین اگر درین وقت فساد و چنین بدعت را مردود دانسته عمل برین حد
شرعین کنید که رسول کریم صلی الله علیه و سلم فرموده است که قبر ائمت نکین پس
برای شما اجر صد شهید موعود است قال النبی صلی الله علیه و سلم من تمسک بسننی
عند فساد انتی فاجر ماله شهید کفانی الشکوة اللهم اهل الخلاق صراطا مستقیما

و قریب است کہ جوابات مشاہیر علما نوبت بہ نوبت مطبوع اخبار بہا و پو خواہند شد مولوی صاحب خیر پوری و دیگر ناظرین منتظر مے بودہ باشند فقط۔۔۔
 حررہ الفقیر قاضی شمس اعجاز شہر بہا و پور ۲۲۔ رجب الاول ۱۳۰۳ ہجری

استفتاء سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب شیر حاضر بہا
 نواب مستطاب والی ریاست بہا و پور و ام اقبالہ
 بخدمت علیا حرمین شریفین ادبہما اللہ تعظیماً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ ایہا العلماء کیا فرمایا ہوئے علمائے کرام اور رفیقان عظام الکرام والمفاقی العظام من فقہاء الشافعیان سوادین فقیہ اور شافعیہ اور مالکیہ والاحناف والشوافع والمالکیہ والحنابلہ حنبلیہ بیت الحرام کے ہمسائے اللہ تبارک و تعالیٰ الجاورین لبیت اللہ الحرام فی ان المولویٰ فرماوے اس مسئلہ میں کہ مولوی عبد الرحمن عید الرحمن متوطن خیر پور پیغم طواف خیر پوری طواف قبور انبیاء و اولیاء و رگو طواف قبور الانبیاء و الاولیاء تعظیماً الہم بل یقول تعظیماً ہو مباح کہتا ہے بلکہ شرعاً اسکے نزدیک مستحب و استحبابا شرعاً وافق بذلك استحباب کا قائل ہے اور اسکے فتوے بھی یہ ہیں و شاعت تلك الفتوى عنه في البلاد اور یہ فتوے شہر و نین اور لوگوں میں العباد حتی ان اکثر الجمال ابتلاوا في ذلك یہاں تک پھیل گیا ہے کہ اکثر جمہال اس میں مستند و مستند الہ فی ذلك امور عقلیہ و نقلیہ ہو گئے ہیں اور سند اسکا اس میں بین اور عقیدۃ انما العقلیہ فاحذروا ان الطواف بقیم نقلیہ میں۔ لیکن دلائل عقلیہ پر یہ بھی دلیل ہے ہمیں طواف تحیہ و تعظیم و طواف عبادت کا ان القیام كذلك قیام تعظیم کا لفظ اعظماء القوم و قیام عبادت کا لفظ فی الصلوۃ تعظیمی جیسا قیام عظمت قوم کے لئے اور عبادت فکہہ ساجد القیام التعظیمی جیسا نماز میں جس طرح قیام تعظیمی

دو طواف العبادة لغیر اللہ تعالیٰ کا کہ
 یحرم طواف تعظیم لغیر اللہ تعالیٰ
 طواف العبادة وثانیہا ان الفقہاء
 الحنفیہ صرحوا بان الاصل فی الاشیاء
 الاباحۃ ما لم یرد فیہ تحریم ولہ یوثر
 فی حرمة طواف القبور بھی لاف الکتاب
 لاف الشیخ ولا من المجتہدین المراضین
 فلا یرد فیہ لھی علی اباحۃ۔ و
 ثالثہا ان فی الانسان اغویج بیت اللہ
 تعالیٰ کا صرح فی التفسیر النیسابوری
 تحت قوله فقال ان اول بیت وضع
 للانسان وان اغویج بیت اللہ تعالیٰ
 فی الانسان (وهو العالم الصغیر القلب)
 الخ فلما کان فی الانسان اغویج البیت
 جاز طوافہ واما النقلیۃ فمن الشیخ
 انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی حدیث
 قدس لا یسعی ارضی ولا سماوی لکن
 یسعی قلب عبد المؤمن۔ وقال اللہ
 علیہ وسلم ان من اجلالی وتوفیری
 توفیر الشیخ من امتی والشیخ فی قومه
 کان فی امتہ

غیر خدا کے لئے جائز ہے نہ قیام عبادت
 اس طرح طواف تعظیم بھی غیر اللہ کے لئے
 جائز ہے نہ قیام عبادت دوسری دلیل
 کہ فقہاء حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ اصل
 میں اباحت ہے جب تک کہ اُس میں تحریم
 نہ ہو اور حرمت طواف قبور میں کوئی نئی وارد
 نہیں ہوئی نہ کتاب اللہ میں نہ سنت میں نہ اجتہاد
 میں مجتہدین رضی اللہ عنہم پر گواہی وارہ نہیں ہوئی
 تو طواف اپنی ابتدا پر یا تفسیری دلیل یہ ہے کہ
 انسان میں جو تعظیم تفسیر میں یاوری بیت اللہ
 کا نہ ہو ہے چنانچہ تفسیر اس بیت میں آت
 اول بیت وضع للانسان تصریح کی ہے
 اور انسان میں جو عالم صغیر معبر کیا جاتا ہے
 نمونہ بیت اللہ کا کہ قلبیۃ الہم جیسا انسان میں
 نمونہ بیت اللہ کا موجود ہوا تو اس کا طواف
 بھی جائز ہوا۔ اور لیکن لاف نقلیہ میں
 سے یہ دلیل ہے کہ حدیث قدسی میں ہے
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میرے
 زمین اور آسمان میری گنجائش نہیں رکھتے
 لیکن میرے بندے مومن کا قلب میری
 گنجائش رکھتا ہے۔ اور فرمایا حضرت
 نے کہ تعظیم میری امت کے شیخ کی تعظیم
 تو ہے کہ جو شیخ اپنی قوم میں مثل نبی ہے

ولما کان هذا منزلتہ عند اللہ تعالیٰ
 فكيف یحرم تعظیمہم بالطواف
 وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ما اشق ل قوم فی بیعت من بیوت
 اللہ تعالیٰ یصلون کتاب اللہ
 تعالیٰ ویقربون سونہ بینہم
 الا نزلت علیہم السکینۃ وغشیہم
 الرحمة وحفہم الملائکۃ
 وقال شراح الحدیث
 معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وحفہم الملائکۃ
 طافوا بہم وداروا حولہم
 فلما طافت الملائکۃ لغیر اللہ تعالیٰ
 فما لنا ان لا نطوف لغیر اللہ تعالیٰ
 وان کان طواف الملائکۃ عبادۃ
 معاذ اللہ ان تعبد الملائکۃ لغیر اللہ
 ومن الروایات الفقہیۃ ان
 فی دستور القضاۃ من الملتقط
 ان کان قبر عبد صالح ویکمنہ ان یطوف
 الثلاث مراتب فعل ذلک۔
 ولذا فی خزائن الروایات ووسیلۃ القلوۃ

اور جبکہ عند اللہ انکا مرتبہ اس قدر ہے
 تو پھر انکی تعظیم بالطواف کس طرح حرام ہوگی
 اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی سید وں میں کسی
 مسجد میں جمع نہیں ہوتی جو کتاب اللہ کی
 تلاوت کرتے ہوں اور باہم دور کرتے ہوں
 مگر انپر سکینہ نازل ہوتی ہے اور حرمت انکو
 ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انکے گرد
 ہو جاتے ہیں۔ اور حدیث کے شراح نے
 معنی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 (حفہم الملائکۃ) کے یہ بیان کیا ہے
 طافوا بہم وداروا حولہم یعنی انکا
 طواف کرتے ہیں اور انکے گرد اگر دیکھتے
 ہیں۔ پس جب ملائکہ طواف غیر اللہ کا کریں
 پھر یہ کو غیر خدا کا طواف کیوں جائز نہ ہو۔
 اور جو طواف ملائکہ کو عبادت قرار دیوں تو
 معاذ اللہ ان تعبد الملائکۃ لغیر اللہ
 اور روایات فقہیہ میں سے یہ دلائل ہیں
 ملقط میں سے دستور القضاۃ میں نقل
 کیا ہے کہ اگر عبد صالح کی قبر ہو تو اگر اس کے گرد
 طواف تین مرتبہ ممکن ہو سکے تو کر لیں۔
 یہاں تک عبادت ہے دستور القضاۃ کی
 اور یہی طرح خزائن الروایات اور وسیلۃ القلوۃ

وَحَكَّ الطَّالِبِينَ - وَيَقُولُونَ اَنْتَ
الامام الاعظم رحم كان يسير لزيارة
الروضة المقدسة لرسول الله صلى الله عليه
وبطوف حوله -
وَجَزَّ عَفِيصٌ مِنْ عِلَاءِ الْهِنْدِ يَخْلُفُونَهُ
فِي ذَلِكَ -
يَقُولُونَ اَنْ الطَّوْفَ حَوْلَ غَيْرِ بَيْتِ اللَّهِ
الْحَرَامِ مِنَ الْقُبُورِ وَالْأَمَكَةِ الْمَشْرِفَةِ سَوَاءٌ كَانَ
لِلَّهِ تَعَالَى أَوْ لغيرِهِ حَرَامٌ وَالْفَاعِلُ
وَالرَّاضِي أَنتَ -
فَعَلَهُ أَوْ أَفْعَى بِذَلِكَ يُحْتَشَى عَلَيْهِ الْكُفْرُ -
فَإِنْ كَانَ دَعْوَى الْفَرِيقِ الْأَوَّلِ عِنْدَكَ
بَاطِلًا وَقَوْلُ الْفَرِيقِ الثَّانِي حَقًّا
فَأَبْطَلُوا الْبَاطِلَ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ
وَأَقْوَالِ الْمُجْتَهِدِينَ مِنَ الْأَشْعَةِ
وَأَبْطَلُوا دَلَالَتَهُمُ بِالْبَرَاهِينِ الْقَاطِعَةِ
أَتَيْدَ وَالْحَقُّ بِالْبَيِّنَاتِ الْوَاضِحَةِ وَالْحُجْجِ
الْمُتَّطِعَةِ - وَهَذَا مَاذَا فَتَقَدَّرَ فِي حَقِّ
ذَلِكَ الْمَقْصِدِ فَإِنْ كَانَ عِنْدَكَ
عَلَيْكَ ذَلِكَ فَكَذَلِكَ لِحَقِّ الْحَقِّ
وَأَبْطَلُوا الْبَاطِلَ فَإِنْ قَوْلُكَ عِنْدَنَا
الْفَصْلُ وَحُكْمُ الْجَمْعِ -
بَيْنَ مَا حَكَّمَ اللَّهُ تَوَجَّهُوا

أَوْ حَكَّ الطَّالِبِينَ مِنْ - أَوْ كَيْفَ بَيْنَ كَمْ
حَضَرَتْ أَمَامَ عَظِيمِ رَحْمَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
كَمْ رَوْضَهُ مَبَارَكِي كِي زِيَارَتِ كَمْ وَاسْطِجَا
تَحْتَهُ أَوْ كَرْدِ أَيْ طَوَافِ كَرْتَهُ تَحْتَهُ -
أَوْ رَأَيْكَ بَرَاكَرُوهَ عِلْمَاءُ بَهْدَتِ مَوْلَى عِبْدِ
الرَّحْمَنِ كَالْخَلْفَاءِ كَرْتَاهُ اسْئَلُهُ مِنْ أَوْ
كَيْفَ بَيْنَ كَمْ طَوَافِ غَيْرِ بَيْتِ اللَّهِ كَالْحَرَامِ
خَوَافِ قُبُورِ أَيْ مَكَانِ مَحْتَرَمِ هُوْنَ - خَدَا كَمْ وَطِ
كَرِيْنِ أَيْ غَيْرِ خَدَا كَمْ وَطِ - أَوْ كَرْتَهُ وَالَا
أَوْ رَاضِي هُوْنِ وَالَا دُونُ كَنْهَكَ رَمِيْنِ - أَوْ جَوْ
أَسْكَو كَرْتَاهُ أَيْ أَسْكَافَتُوْهُ دِيْتَاهُ أَسْكَو كَرْتَهُ
خَوَفَ بَيْنَ - قَبْلِ الْكَرْفَرِ قَوْلِ الْأَوَّلِ دَعْوَى تَهَارَسَ
نَزْدِيْكَ بَاطِلٌ هُوَ أَوْ فَرِيقِ ثَانِي كَقَوْلِ حَقِّ هُوَ
تَوَكَّنَا بَاطِلٌ وَرَسْنَتِ كِي دَلِيلٌ سَهْ أَوْ مَجْتَهِدِيْنِ
كَمْ أَقْوَالِ سَهْ جَوْ بَاطِلٌ هُوَ أَسْكَو الْبَطَالِ كَرَوَا
أُسْكَو دَلِيلُونَ كَوْدَلَالٌ قَاطِعٌ سَهْ تَوْرُوْهُ - أَوْ
دَلَالٌ وَاضِحٌ أَوْ حُجَّتُونَ رُشْنَ سَهْ حَقِّ كِي تَأْيِيدُ
كَرُوْ - أَوْ يَكُونُ بَتَلَاوُ كَمْ اسْئَلُهُ كَيْفَ حَقِّ مِيْنِ
كِيَا عَقْدَا كَرِيْنِ أَوْ رَأَيْكَ تَهَارِي رَأْيِ مِيْنِ أَيْ كَيْفَ
بَرْكَسِ مَوْلَى سَلِيْحَمِ حَقِّ كَوْنَاتِ كَرَوَا وَطِ
بَاطِلٌ شَهْرًا كِيُوْنُ كَمْ تَهَارِ قَوْلِ تَهَارَسَ نَزْدِيْكَ
قَوْلِ فَيْصَلِ سَهْ وَحُكْمِ تَهَارِ سَحْ كَمْ بَيْنَ
وَاضِحٌ مِيْنِ كَرَأَيْكَ تَهَارِ فَرَاوَسَ - ثَوَابِ سَهْ

المستفتي سيد غلام مرتضى شاه
مشير حاضر باش نواب مستطاب والي
رياست بهاولپور دام اقباله -
فتوة طلب كرتي والا سيد غلام مرتضى شاه
مشير حاضر باش نواب مستطاب والي
رياست بهاولپور دام اقباله -
جواب حضرت مولانا مولوي محمد صالح صاحب متوطن مكة
معظم مفتي حفيان در باره حرم طواف قبور اولياء الله
المجملين هو به حقيق -
ومنه استدلال العون والتوفيق -
دعوى الفرق الاول باطلة -
اذ الطواف بالقبور مكروه -
ولم يعهد الطواف الا بالكعبة البهية
المشرفة - قَالَ فِي الْفَتْاوى الْهِنْدِيَةِ
(ويكره عند القبر فعل ما لم يعهد به من
والمعهود منها ليس الا بزيارته والدعاء
قائما -
كذافي البحر الرائق انتهى
وأطلاق الكراهة يفيد التحريم -
والاستدلال بما في دستور القضاة
وخزانة الروايات ووسيلة القلوب
حكك الطالبيين جرة عظيمة على الفتوى
بما في كتب غريبة غير مشهورة -
وقد صرح علماءونا بأنه لا يحل
الافتاء من الكتب الغريبة التي
لم تشتهر وتداول بين الناس -

حمد اسي ذات كوسترا وار به جو حمد ك لائق
به - اور اسي سے مدد اور توفيق طلب كرتا ہوں
فریق اول کا دعویٰ (جو طواف قبور جائز
کہتا ہے) باطل ہے کیونکہ قبور کا طواف مکروہ
ولم يعهد الطواف الا بالكعبة البهية (تحریری) ہے - اور طواف بجز کعبہ مشرفہ کے
(شرعا) مقرر نہیں ہوا - فتاویٰ ہندیہ
(یعنی عالمگیری) میں ہے کہ جو چیز کہ سنت
قرنیں قبر کے پاس مکروہ ہے - اور سنت
عرف زیارت اور دعا کھڑے ہو کر پڑھنا
جیسا کہ بحر الرائق میں ہے - یہاں تک عبارت
فتاویٰ ہندیہ کی الخ اور کراہت کا مطلق ذکر
کرنا تحریر کا فائدہ دیتا ہے - اور دستور
اور خزانة الروايات اور وسیلة القلوب اور
حكك الطالبيين کی روایت پر فتویٰ دینا بہت
بڑی دلیری اور جرأت ہے کہ غیر مشہور کتابوں
کی روایات پر فتویٰ دیا ہے حالانکہ ہمارے
علمائے تصریح کی ہے کہ ان کتابوں سے فتویٰ
جو مشہور اور متداول نہیں ہوئیں اور ان کے

لم يعلم حال مؤلفيها وضبطهم لهما
نقلوه وتحاشيهم عن نقل الروايات
الضعيفة - فكم من مؤلف هو كذا
ليل او جارت سيل وناقل ما يفرق
بين الصحيح والضعيف ويعتقدان
كل مستدير رغيث -

وروى عن عائشة ام المؤمنين رضي
قالت قال رسول الله صلى الله عليه
من احدث في امرنا هذا ما ليس منه
فهو رد رواه البخاري ومسلم وابوداؤد
ولفظه من صنع امر اعل غير انما فهو رد
وابن ماجه -

وفي رواية لمسلم من عمل عملا ليس عليه
امرنا فهو رد -

وفي الحديث وشرا الامور محدثاتها
وكل محدث بدعة وكل بدعة
ضلالة -

وعن ابن عمر رضي الله عن النبي صلى الله عليه وسلم
قال احصوا احشئ عليكم

مؤلفين كاحمال او نقل كي بختي او ضعيف
روايتون من انكا احتراز كذا معلوم فهو
هرگز حلال بنين - كيونكه بيت مؤلف مثل
شب من كذا يان لانه والون كي (كوه
گسلي سوکھی کاشی کے درمیان امتیاز نہیں
کر سکتے) اور ملک رو کے ہوتے ہیں -

اور بیت سے ناقل صحیح وضعیف میں امتیاز
نہیں کرتے اور ہر ایک گول چیز کو روٹی سمجھ
لیتے ہیں - اور حضرت ام المومنین عائشہ
سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ جس شخص نے ہمارے دین میں ایسی نئی بات پیدا
کی جو اس میں نہیں تھی وہ مردود ہے - اسکو
بخاری ومسلم وابوداؤد نے روایت کیا ہے

اور ابوداؤد میں ہے جس نے کوئی امر ہمارے
امر کے خلاف کیا وہ مردود ہے اور ابن ماجہ
اور مسلم میں ہے جس نے ایسا عمل کیا جسکا
بمعنی حکم نہیں کیا وہ مردود ہے -

اور حدیث میں ہے کہ بدترین کاموں میں سے
نویجاد ہیں اور ہر نیا امر بدعت ہے -
اور ہر ایک بدعت گمراہی ہے -

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بوسطہ ابی ہریرہ
مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں غوث رکھتا ہوں تمہارے حال پر

شہوات الغی فی بطونکم
فروجکم ومضلات الھدی
رواد احمد والبخاری مجامعہ
الثلاثہ -

وفي الحديث ما بعد فان اصل الحديث
كتاب الله تعالى وافضل الهدى
هدى سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم
وشرا الامور محدثاتها

وكل محدثة بدعة
وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار
رواه احمد في مسنده
وسلم والنسائي وابن ماجه عن جابر
رضي الله عنه -

ومعنى كل بدعة ضلالة ان كل بدعة
احدثت على خلاف الشرع
ضلالة اي توصف بذلك لاضلالها
والحق فيما جاء به الشارع وماذا بعد
الحق لا الضلال -

ولاشك في ان الشارع ما جاء بالظن
بالقبر وما هو الا ضلال لا رضا
المؤمن المتعال -

ويكفي اجتماع الامة على تركه -
وقد قال صلى الله عليه وسلم

شہوات گمراہی سے جو تمہارے شکموں اور
شرکابوں میں ہیں اور گمراہ کرنے والی
شہوات سے - اس روایت کو احمد اور
بخاری و طبرانی نے اپنی مجامع ثلاث میں ذکر کیا
اور حدیث میں ہے سب باتوں سے زیادہ
سچی کتاب اللہ اور سب طریقوں میں بہتر
طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے
اور سب امور سے بدتر نئے نکالے ہوئے
امور ہیں اور سب نو پیدا کام بدعت میں
اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی فحش
میں ہے یہ روایت احمد نے اپنی مسند میں
اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے جابر سے
بیان کی ہے -

اور کل بدعت ضلالہ کے یہ معنی ہیں کہ جو
بدعت نکالی جاوے خلاف حکم شرع کے وہ
گمراہی ہے چونکہ وہ باعث گمراہی ہے اسلئے
اسکو گمراہی سے موصوف کیا - اور حق وہ
کہ جو شرع میں وارد ہوا اور سوا حق کے جو ہے
وہ گمراہی ہے اور بلاشبہ شارع کی طرف سے
طواف قبور کہیں ثابت نہیں پس یہ ہرگز
گمراہی ہے جسکو خدا تعالیٰ پسند نہیں رکھتا
اور اجتماع امت متروک ہونے اس طواف پر
کافی ہے - اور تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور حدیث میں ہے کہ بدترین کاموں میں سے
نویجاد ہیں اور ہر نیا امر بدعت ہے -
اور ہر ایک بدعت گمراہی ہے -
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بوسطہ ابی ہریرہ
مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں غوث رکھتا ہوں تمہارے حال پر

لا تجتمع اثمی علی الضلالة۔

وقد قال تعا ومن یضیع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما قولہ وفضلہ جہنم وساءت مصیرا۔

واللہ الہادی الی سوا السبیل۔

أمر برقمہ خادم الشریعہ

راجی لطفت ربہ الخفی محمد صالح

ابن الحرمہ الشیخ الصدق کمال الخفی

مفتی مکہ المکرمہ حالاً۔ کان اللہ

حامداً مصلیاً مسلماً۔

میری امت گراہی پر متفق نہ ہوگی۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ جو کوئی طریق مؤمنین کے

سوا اور راہ اختیار کرے اس کو ہم اسی

میں چھوڑ دینگے جسکے وہ پیچھے ہٹا اور

دوزخ میں اس کو داخل کرینگے۔ اور دفع

بڑا ٹھکانا ہے۔ اور سیدھی راہ کے طرف

خدایتکا مادی ہے۔

اس فتویٰ کے لکھنے کا حکم کیا گیا خادم

امید وار مہربانی خفیۃ الہی کا یعنی محمد صالح

ابن مرحوم صدیق کمال حنفی مفتی مکہ معظمہ

بزمانہ حال۔ اللہ تعالیٰ دو نو کا دعا کار بخیر

حامداً مصلیاً مسلماً۔

جواب حضرت مولانا مولوی محمد سعید صاحب بن محمد باجیل
متوطن مکہ معظمہ مفتی شافعیان دربارہ حرمت طواف قبور

الحمد لله وسده۔ و

صلی اللہ علی سیدنا محمد

و علی آلہ وصحہ ۴ والسا لکین

فجہم بعدا۔

اللہم ہدایۃ نصوا۔

فیخص الفقاوی اللہ لامة الشیخ علی بن

ابن قاضی عن الشیخ عبد اللہ بن ماجہ

ما نضہ قال یحرم توجہ المصلی الی القبور

صلی اللہ علیہ وسلم

ویکرہ الی قبر غیرہ

والطواف بقبرہ صلی اللہ علیہ وسلم حرام۔

وبقبر غیرہ مکروہ بل لا یتعدی

حرمتہ ایضاً انتہی

وفی کتاب الزواجر عن اقبح الکبائر

للعلامة الشیخ احمد بن حجر الہیتمی

ما ملخصہ الکبائر

الثالثة والرابعة والخامسة والساد

والسابعة والثامنة والتسعون فی القبور

وايقاد التشریح علیہا واتخاذها

اوثاناً والطواف بہا و

استلامہا والصلوة الیہا

أخرج الشیخان وابوداؤد عنہ

صلی اللہ علیہ وسلم

انہ قال قاتل

اللہ ان یہود اتخذوا قبور انبیائہم

مساجد۔ وأخرج الشیخان

قبرون کو مسجد بنایا۔ اور بخاری اور مسلم

وغیرہما عن ابی ہریرۃ رض

کہ فقہا کہتے ہیں نمازی کا متوجہ ہونا حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف حرام ہے۔

اور کسی اور کی قبر کی طرف متوجہ ہونا مکروہ ہے۔

اور طواف قبر شریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حرام

اور غیر قبر شریف کے اور کا طواف مکروہ بلکہ حرام

قریب انتہی یہاں تک ہے عبادت خضر الفقاوی

اور کتاب الزواجر عن اقبح الکبائر

للعلامة الشیخ احمد بن حجر الہیتمی

کہ جبکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ گناہوں میں

تراویہ جہانویہ چچانویہ چھینانویہ

سٹانویہ اٹھانویہ بن قبر کو مسجد

اور قبروں پر چراغ روشن کرنا اور انکو

بُت کی طرح بنانا اور طواف کرنا اور

قبروں کو بوسہ دینا اور انکی طرف نماز پڑھنا

بخاری اور مسلم اور ابوداؤد نے حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کی

کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاکت

اللہ تعالیٰ یہود کو انہوں نے اپنے انبیاء کی

مساجد۔ وأخرج الشیخان

قبرون کو مسجد بنایا۔ اور بخاری اور مسلم

اور علاوہ انکے اور ورنے ابیہرہ رض

سے روایت کی کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ

الیہود والنصارى اتخذوا قبور انبیائہم

یہود اور نصاریٰ جنہوں نے اپنے نبیوں کی

مساجد۔ وأخرج ابن حبان

قبرون کو مسجد بنایا۔ اور ابن حبان نے

عن انور بن نفي رسول الله صلى الله عليه وسلم
عن النسلوة الى القبور -
انس بن مالك عن رايته في قبره ان قبره كثر
نماز پڑھنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے منع فرمایا۔

واخرج ابن سعد عنه صلى الله عليه وسلم
انه قال الا ان من كان قبلكم كانوا
يتخذون قبور انبيائهم وصالحهم
فلا يتخذوا القبور مساجد
فانما انما هم عن ذلك وفي ذلك تتخذ
للاممة ما صنعوا كما في رواية محمد
ما صنعوا اي يتخذوا مساجد بقولهم ذلك
من ان يصنعوا كصنع اولئك فيلعبوا
كما لعبوا۔

واتخذوا القبور مساجد معناه الصلوة
عليه او الصلوة اليه۔
وقال اصحابنا تحرم الصلوة الى القبور
الانبياء والاولياء تبركا وعظاما
فاشترطوا شيئين ان يكون قبر
عظيم وان يقصد بالصلوة اليه
ومثلها الصلوة عليه التبرك والاعتقاد
وكون هذا الفعل كبيرة ظاهرا من الاحاديث
المذكورة

اور ہمارے یہاں کہتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء کی
قبروں کی طرف راہ تبرک اور تعظیم کے نماز پڑھنا
حرام ہے، دو شرطیں قرار دیں ایک یہ کہ قبر
معظم ہو دوسری یہ کہ اس کی طرف نماز پڑھنے
سے تبرک اور تعظیم مقصود ہو۔ اور مثل اس کی
ہے قبر پر نماز پڑھنا اور اس فعل کا کبیر ہونا
احادیث مذکورہ سے صاف ظاہر ہے۔

وقاس بعض علمائنا الشافعية على
المصنح به في الاحاديث كل تعظيم للقبور
وايقاد السرج عليه تعظيما له وتبركا
به والطواف به كذلك وهو اخذ
غير بعيد انتهى مختصا۔

ومن ذلك يعلم الجواب ان الطواف
بالقبور المذكورة يقصد التعظيم
حرام۔ وان قول المولوي باباحة طواف
قبور الانبياء كذب ونزول فضلا عن
قوله بسند بها۔

واما استدلالنا بمسألة العقلية
والنقلية فهي فاسدة غير مستقيمة
كما يعرف ذلك من له ادنى مسكة في
العلم۔ والله سبحانه وتعالى اعلم۔
امر برفقہ المرتقی من ربہ کمال النیل
محمد سعید بن محمد باجیل مفتی الشافعی
بکرة المحیة غفر الله له ولوالديه ولشأنه
ولاخوانه ومحبیه وجميع السليہ آمین۔

جواب حضرت مولانا مولوی محمد بن حسین متوطن مکہ معظمہ
مفتی مالکیان وربارہ حرمت طواف قبور اولیاء

اللهم هذا بركة للصواب المحل لله وحده
رب زدني علما
اللهم هذا بركة للصواب المحل لله وحده
رب زدني علما
في المدخل لمن يحتاجه في فضل زيارة
مدخل ابن الحاج رحمہ کے فصل زیارت مشہد

النبي صلى الله عليه وسلم ما مضى وتروى
 تركه لم يخطو بالقبور الشريف كما
 يطوف بالكعبة المشرفة -
 ويسمى به ويلقون عليه
 مناد يلهم وثيا بهم يقصدون
 به التبرك
 وذلك كله من البس
 التبرك انما يكون بالاتباع له صلى الله
 عليه وسلم - وما كان سبباً
 لعبادة اهل اهلية للاصنام الا من هذا التبرك
 ولاجل ذلك كره علماء انا رحمهم الله
 القسيم بجد الكعبة او جد المسجد او
 بلصحف او غير ذلك مما يتبرك به سداً
 لهذا الباب ومخالفة السنة
 لان صفة التعظيم موقوفة عليه
 صلى الله عليه وسلم وكل ما عظمه
 رسول الله صلى الله عليه وسلم
 تعظمه ونشبعه
 فيه - فتعظيم المصحف
 قراءته والعمل بما فيه
 لا تقبله ولا القيام اليه كما
 يفعل بعضهم في هذا الزمان - وكذلك
 المسجد تعظيمه للصلاة فيه

لا القسيم بجد - وكذا
 زيارت القبور تعظيمها بالادعاء عندها
 والتوسل بهم الى الله تعالى لا الطوابها
 لان ذلك لم يدع النبي صلى الله عليه وسلم
 ولا من بعده الصالح والخير كذا في التبرك
 والشكر في الابتداء -
 قال تعالى يما انكم الرسول
 تحذوه وانا نضركم عنه فانتهوا -
 وقال عليه الصلوة والسلام عن امر
 المؤمنين الشديدة عاشت رضي الله عنها
 من احل في امرنا هذا ما ليس فيه نور
 رواه البخاري وغيره
 وفي الحديث وشركا لمحمد ثاتها
 وكل محادثة بدعة وكل بدعة ضلالة -
 الى غير ذلك من الايات القرآنية والاحاديث
 النبوية - وما ذكره الشائل صحت
 استدل به هذا الابتداء لا يفتي له
 مطلوباً كما هو ظاهر لمن له ادنى معرفة
 فعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات
 كذا الراجع العفون واهبنا لطيفة محمد بن الحسين مفتي لانا كنية في بلد الحميرة
 ماسلياً وسلمتاً -

جواب حضرت مولانا مولوی خلف بن ابراہیم صاحب متوطن
مکہ معظمہ مفتی حنبلیان در بارہ حرمت الطواف قبور

الحمد لله وحده رب زدنی علما	سب تعریف خدا واحد کے لئے ہے۔ اسی پر
استمد من الله التوفيق والرشاد	میرے بڑھاپے علم سے۔ مدد چاہتا ہوں
الى اقوام الطریق۔	میں اللہ سے توفیق اور سچے طریق کی رہنمائی
اللهم ما يتر الى الصواب والاتباع	یا اللہ دکھا صواب کی راہ اور تابعدار کی
سنة المرسلين واله وصحبه المكرمين	المرسلین کی اور انکی اولاد اور صحابہ مکرمین کی
والاشعة الاربعة المجتهدین۔	اور چاروں اماموں مجتہدین کی۔
لا يجوز الطواف بالقبور كما صح بذلك	قبروں کا طواف جائز نہیں ہے جیسے صحیح
في شرح الاقناع بقوله	افتناع میں اسکی تصریح ہے باین عبارت کہ
ويكره المبيت عند القبر وتخصيصه	مکروہ ہے شب باشی قبر کے پاس اوچونہ
وتزويقه وتخليقه	گچ لگانا اور مزین کرنا اور قبر پر خوشبو
وتقبيله والطواف به و	چوم کرنا اور بوسہ دینا اور طواف کرنا اور
تبخيره وكتابة الرقاق	کھنکھی شوکا دغان دینا اور عرضی پرچے
اليه ودسها في الاستفاض والاستشفاء	قبروں پر لگانے اور روشندانوں میں اندر
بالتربة من الاسقام لان ذلك كله	ڈالنے اور قبروں کی مٹی کے ساتھ بیماریوں
من البدع۔	سے شفا چاہنا کیونکہ یہ سب امور بدعات
وتكره الكتابة عليه	میں سے ہیں۔ اور مکروہ ہے قبروں پر
والجلوس عليه لما روى	اور قبروں پر بیٹھنا اس دلیل سے جو
ابو مرثد العنوي ان النبي	ابو مرثد عنوی نے روایت کی ہے کہ فرمایا
صلى الله عليه وسلم قال لا تجلسوا	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم قبروں پر
على القبور ولا تصلوا اليها رواه	نہ بیٹھو اور انکی طرف نہ پڑھو مسلم نے
مسلم۔	اسکی روایت کی ہے۔

وعن ابی هريرة قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لا يجلس احدكم
على الجمره فتحرق ثيابه وتخلص الجمل
خير له من ان يجلس على قبر مسلم رواه
حق من مسان کی قبر پر بیٹھنے سے۔
روایت کیا اسکو مسلم نے۔

ويكره الوطن عليه اي على القبر لقول
الخطابي ثبت ان النبي صلى الله عليه
عليه وسلم منع فرما قبروں پر بیٹھنے سے
فهي عن توطى القبور۔

ويكره الاتكاء عليه لما روى عنه عليه
الصلاة والسلام انه رأى رجلا قد
انكى على قبر فقال لا توفى صلوات
کے صاحب قبر کو ایذا دے۔

وتحرم التخلي عليها وبينها۔
اور حرام ہے بیٹھنا یا نچنا قبر پر اور درمیان
قبروں کے۔

وقال ايضا في شرح الاقناع
ولا يتسم ولا يمس قبر النبي صلى الله
عليه وسلم ولا حائطه و
لا يلصق به صدره ولا يقبله
ای یکرہ ذلك لما فيه من اسادة الاديان
والابتداع۔ قال انور رايته اهل العلم
المدنية لا يمشون قبر النبي صلى الله عليه وسلم
بل يقولون من ناحية ويسلمون۔

اور ایضا شرح اقناع میں اس طرح تصریح کہ
ہے کہ ماتم نہ لگایا جاوے قبر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو اور نہ اسکی دیواروں کو اور
نہ سینہ لگایا جاوے اور نہ بوسہ دے
یعنی یہ سب امور مکروہ ہیں کیونکہ یہ
اور بدعت ہیں سے ہیں۔ انہ کہتے ہیں کہ نہ
شریف کے اہل علم کو دیکھا ہے کہ وہ قبر نبی صلی اللہ
باتم نہ لگاتے ایک شہر میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتے

قال ابو عبد الله وهكذا كان ابن عمر
يفعل الى ان قال قال الشيخ ويجوز
طواف بغير البيت العتيق اتفاقا -
بيت العتيق كالاتفاق -
وانفقوا على انه لا يقبله ولا يتسببه
فانه من الشرك وقال الشوك لا يفتقر
الله تعالى ولو كان اصغر انتهي -
ومثله في شرح المنتهى وكيف في الرد
على هذا الحديث المشار اليه في تجوز
الطواف بالقبور حديث ابن عمر
ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لعن الله
اليهود اتخذوا قبورا نبيا منهم مساجد
متفق عليه -
وهذا الذي ذكره المذکور جعلها كالبيت
العتيق والبيت المعمور والشرع بالنقل
لا بالعقل
وقد قال صلى الله عليه وسلم ما حدث
فيهم ناهذا ما ليس فيه فهو رد -
متفق عليه -
واستدل له لما ذكره على مخالفة
عقله وغاية جهله كما لا يخفى على
ادنى واحد من الطلبة -

فليتق الله ربه -
والله سبحانه وتعالى اعلم -
امير برقمه الحقيق خلع بن ابراهيم
خادم ارفاء الحنا بلة بمكة الشتر
حالا حاملا مصليا مسئلا -
بالفعل - حاملا مصليا مسئلا -
جواب حضرت مولانا مولوی عباس بن جعفر بن صديق متوطن مكة معظي (رحمهما الله)
مفتي حنفیان در باره حرمت طواف قبور
الحمد لله وحده - رب زدني علما -
الحمد لله وحده - رب زدني علما -
قال الشيخ عبد الله بن الشيخ حسن
الغصيف الكاظمي في مسئله عند
وليكم من الزيارة ما انصه ولا يمتنع عند
الزيارة الجليل لانه خلاف الادب
لا يتصدق به وكذا لا يقبله لان الاستسكان
والقبلة من خواص بعض اركان الكعبة
ولا يطوف اي لا يدور حول البقعة
الشريفة لان الطواف من خواص الكعبة
ايضا ولا ينبغي ولا يقبل لامرض فانه
اي كل واحد ما ذكر يد عتريه فليذكرها
اور نه جھکے اور نه پوسے زمین کو ہوا
کہ یہ مکمل مذکورات بدست میں داخل من
واما السجدة فلا شکی انہا محترمة الخ
حرام ہونے میں تو شک نہیں الی آخره -
وقال الشيخ ملا علی القاری فی شرح علی الباب
اور شیخ ملا علی قاری نے شرح بہا تین

عند قول الماتن ولا يمش عند الزيادة
المجدد ما قشره بقوله اى لا منه خلاص
الادبى في مقام الوقار

وكان لا يقبله لان الاستلام طلق قبله
من خواص بعض اركان الكعبة -

وَعَنْدَ قَوْلِ الْمَاتَنِ اَيْضًا وَلَا يَلْتَصِقُ بِهِ
شَيْءٌ بِالْتَزَامَةِ وَلِصَوْقِ بَطْنِهِ وَ
لَعْدَمِ وَرُودِهِ۔

مر ولا یطوف بہ شای ولا ید و حول
البقعة الشرفیة لان الطواف من محققہ
الکعبة الشرفیة فیحو حول قبور الانبیاء
والاولیاء۔

ولا يغني ولا يقبل الا من فانه شاي
كل واحد مبدعة شاي غير تحسنة
او يكون مكرهه - المات قال عند
قوله ولا يصلي اليه شاي الى جهة
صلى الله عليه وسلم امر بل يفي
بكله في هباته او شايه
الى ذكره في
1434

ہر اور نہ چھکے اور نہ بوسہ دیوے سے نہیں
 کیونکہ یہ ترکِ بغت ہے شیخِ انیسندہ
 اور مکر وہین - یہاں تک کہ کہا ہے شرح
 قولِ امین مروی اعلیٰ الیہ شیخِ ایمانہ پڑھے
 نمازِ طوافِ قرنی صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکہ یہ ہم
 حرام ہے بلکہ فتویٰ کفر کا ہے اگر بارادہ عبادت
 یا بنیتِ عظیمہ قبر کے چو آخر اس کے جواسین
 ذکر کیا گیا ہے -

وقال الشيخ ابن عابدين في حاشيته
على الدر المختار في الجزء الاول ما نصه
وبكره النوم عند القبر وقضاء الحاجة
بل الاولى وكل ما لم يعهد من السنة والمعهود
منها ليس الا زيادتها

وقال في محل آخر قال في الظهيرية
والسنة زيارتها قائماً
والدعاء عندها قائماً كما
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل في
الخروج إلى البقيع ويقول السلام عليكم
عليكم الخ

فانظر اذ لا عند قوله والمعهود منها
ليس الا زيادتها في اداة الحصر فان فيه
وفي ما قلناه معناه -

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی
قبروں میں سے کسی قبر کو طواف نہیں کیا
اور اصحاب میں سے کسی سے منقول نہیں
کہ کسی نے بعد وفات حضرت کے قبر شریف
کے گرد و طواف کیا ہو۔ اور نہ تابعین سے
کوئی روایت ہے۔

فالحاصل من ذلك ان القائلين بالهوان
القبور تعطيها الصاحبه كما ذكره مبتدع -
عاصم قبر حسب زعمه فمبتدع -

وقد عرفنا العلماء الكواثر البديعة
كصاحب الدر وغيره بأنهم اعتقاد
خلاف المعروف عن الرسول صلى الله
عليه وسلم وبأنهم اتحدوا على خلاف الحق
المتلقى عن الرسول صلى الله عليه وسلم
من علموا وعملوا وحال بنوع شبهة
واستحساناً الخ۔

اور علمای کرام نے مثل صاحب الدر وغیرہ کو
بدعت کی یہ تعریف کی ہے کہ بدعت غیر متقاوہ
خلاف اُنیکے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
معروف ہے اور بدعت وہ ہے جو احداث
کیا جاوے خلاف حق کے جو کہ حضرت صلی
سے منقول ہے علم ہو یا عمل حال اکیں
شبهہ استحسان سے الخ۔

فلو تعل هذا المبتدع بشبهة قياس القلب
الذي هو انموذج الكعبة في انه يسطر
بصاحبه كما يطاف بالكعبة فقياس
هذا قياس مع الفارق -
پس اگر یہ مبتدع حجت پر ہے اس طرح میر
کہ ہر قلب کو نمونہ کعبہ کا قرار دیکر صاحب قلب
کے گرد بھی طواف مثل کعبہ شریف کے کیا جائے
تو یہہہ قیاس اس کا قیاس مع الفارق ہے۔
یعنی غلط محض ہے۔۔

ولان سلمان قیاس ہذا صحیح فلیس
بمقبول لان باب القیاس توسد بقول
العلماء الکرام صاحب الدر وغیرہ ان
القیاس بعد الایضا منقطع ولیس
لا حدان بقس الخ
ومع ذلك فقولہ مردود علیہ بقوا صا
الباب صریحا ولا یطون بہ وبقضیر
خارص بقولہ ای ولاید ورجو البقعة
الشریفة لان الطواف من مختصات الکعبة
المنیفة ومجد حول قبر الانبیاء والا ولیا
الآخر ما قال انه موافق لقولہ الشہ کا زہدی

جو منسک میں بیان کیا ہے جسکا ذکر
اور یہ چچکا ہے یہم کل مذکور مدعی طوا کے
کاوت فالرد علیہ۔

قال في الشفاء قال عليه الصلوة و
 السلام اللهم لا تجعل قبري وثناً
 يُعبد انتهى -
 والله سبحانه وتعالى اعلم -

روئے واسطے کافی ہے -
 اور شفا میں مذکور ہے کہ فرمایا علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے اسی خدامیری قبر کو بُت
 نہ بنا جسکی پرستش کیا وے - انتہی
 واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم -

امر من قبله المرحوم من ربه العون والتوفيق
عبد الله عباس بن جعفر بن صدوق

جواب مولانا مولوی محمد حسین صاحب بن محمد السندھی الحنفی شیخ اہل البندۃ
در مکہ معظمہ در بارہ حرمت طواف قبور

الحمد لله الذى لا يعبد سواه - جميع حمد اس کے لئے ہے جس کے سوا کوئی معبود نہ ہے۔
الکريم الذى قسم خلقه الى اقسام - وہ ایسا کریم ہے جس نے اپنے مخلوق کو
فقسم اضله وقسم هداه - چنانچہ اقسام بنایا کسی قسم کو ہدایت فرمائی
وقسم اسعده وقسم اشقاه - کیسکو گمراہ کیا بعض کو سعید بعض کو شقی
والصلوة والسلام هو جبرائيل اشرف نبي - اور صلوة اور سلام ہو جبرائیل اشرف نبی پر
اصطفاه وعلى اله واصحابه - جسکو برگزیدہ فرمایا اور اسکی آل واصحاب
ومن تحابوه واولاه - پر اور جو انکی طریقہ پر چلے اور ان سے
محبت رکھے۔

قال العلامة الخیر الرملی ویکوه ان
یجعل علی القبر مظلة وان یقبل
التابوت الذی یجعل فوق القبر
علامة خیر رملی کہتے ہیں قبر پر سایہ بنانا
مکروہ ہے اور بوسہ دینا مس تابوت کو
قبر پر بنایا جاتا ہے۔

اتخاذها مساجد و بناء المساجد
عليها وتعليق الستور عليها واقامة
السدنة لها و دعاء اصحابها والخطوة
حولها وغير ذلك من المنكرات انتهى
قبرون کے مسجد بنالینے کو واجب ٹھہرایا
اور قبرون پر مسجد بنانے اور پردے لگانے
اور مجاورت کر کرنے اور اصحاب قبور سے دعا
مانگنا اور گرد قبور طوفان کرنے وغیرہ منکرات
کو لازم کیا ہے۔ انتہی۔

وقال ايضا في موضع اخر منها بعد
سياق حديث لا تتخذوا قبور عبيد
ماضيه فن اتخذها عيداء اغلظة
مستخذ بها عيدا اذا واهما من مكابيد
ينزلون عن الدواب ويضعون الجبا
على الارض ويقتلون الارض و
يكشفون الرؤس وينادون من مكان
بعيد ويستغيثون من لا يبيد و
لا يعيد ويرفعون الاصوات بالصياح
ويرون انهم ازدادوا في الرجح على الحجيج
او انهم يجلت من اور اعتقاد کرتے ہیں کہ
نریاوی نفع میں حاجیوں سے بڑھ گئے ہیں
یہاں تک کہ جب وہ قبور کے پاس پہنچتے ہیں
تو دور کھٹ پڑھتے ہیں اور عقائد رکھتے ہیں
کہ انہوں نے وہ ثواب حاصل کر لیا جو قلمتین
کی طرف پڑھنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔
پس گرد قبور کے ہجوم کرتے ہیں اور سجدہ کرتے
ہوئے فضل اور رزق چاہتے ہیں میت سے

وقد ملأوا أفهم خيبة وخسرا
فلا غير الله تعالى بل للشيطان ما يراق
هناك من العبرات ويرتفع من الأصوات
ويطلب من الحاجات ويسأل من تفرج
الكربات واغناء ذوى الفاقا ومعافاة
اولى العاهات والبلیات۔

ثم انهم ينتشرون حول طائفين
مقشبهين له بالبيت الحرام الذي جعله
الله مباركا وهك للعالمين ثم ياخذون
القبل والاستلام كما يفعل بالحجر الاسود
في المسجد الحرام ثم يعرفون على الجباه و
الحخد ود والله يعلم انها لم تعفر تلك
بين يديه في السجود انتهى۔
وما اسند لتفسير النيشاپوري منقول
فقد تصفحت ذلك ثم له فلم أجده
مسطورا۔

وراجعت كتب التفسير المعتبرة كتفسير
ابن عباس رضي الله تعالى عنهما والكلبي والفخر
وروح البیان وابی السعود والخطيب
والخازن والبيضاوی والجلالین و
البغوی والمدارك فلم اجد من نفي نحو
ما نقله۔ وما عزا له ستور القضاة
من الملقط غير صحيح۔

حالانکہ پُر کر لیا ہے اپنے ماتھوں کو نقصان
اور تباہی سے جو افعال کرتے ہیں غیر اللہ کے
وسطے بلکہ شیطان کے وسطے میں قدم اٹک رہی ہیں اور
کرتے اور حاجات طلب کرنے اور کشادگی
سخنیوں کا سوال اور فاقوں سے اغناء اور
تکالیف اور بلاؤں سے عافیت کی خواہش
پھر گرد قبر کے طواف کرتے ہیں مشاہد طواف
بیت الحرام کے جس کو اللہ تعالیٰ مبارک اور
برکت عظیم کے وسطے بنایا ہے پھر لوہے
اور جو متشابہ حجر اسود مسجد الحرام کے بیٹے کرتے
ہیں پھر اپنی پیشانیوں اور رخساروں کو خاک
آلود کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ انہوں
نے خدا کی واسطے سجدہ نہیں کیا انتہی۔
اور جو مولوی نے سند تفسیر نیشاپوری کی
نقل کی ہے میں نے تفسیر مذکور میں بہت تلاش
کیا کہ میں اسکا پتہ نہیں ملا۔

علاوہ ازیں اور کتب تفاسیر معتبرہ کو مثل
تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور تفسیر
الفخر اور روح البیان اور ابی السعود اور
الخطیب اور خازن اور بغوی اور بیضاوی اور
جلالین اور مدارک میں دیکھا مثل نقل مولوی
کہ میں نہیں ملا۔ اور جو حوالہ دستور القضاة کا
ملقط ہے کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

والمدکور شہ ما نصردیکوہ تخصیص
القبور وتطہینہا والبناء علیہا والکتا
علیہا والاعلام بعلامتہ علیہا وان
یزید واعلیٰ تراب القبر الخاج منہ
کذا عن ابی حنیفہ رحمہ -
ولا باس برش الماء -
وکوہ ابو حنیفہ رحمہ وطیخ القبور والجلو
علیہا وان یقضی حاجتہ فی ما قارب
بولہ ذغابوہ النور عند القبر والصلوۃ
ولا باس بزیارۃ القبور والدعاء لہم
ان کاوا مؤمنین من غیر ان یطأ
القبور - وقال فیہ ایضاً
وعن ابی حنیفہ رحمہ الاحسن للحاج
ان یبذل بکۃ فاذا اقصیٰ نسکہ یاتی
المدینۃ -
وان بدلاً بالمدینۃ جاز فیما فی قریباً من
قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فیقوم بین القبر والمنبر مستقبل
القبیلۃ -
فیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم علی ابی بکر ثم علی عمر رضی اللہ عنہما
ولو کان الطواف من نوعی العظیم
التوقید للشیخ حکما زعمہ

اور مذکور اس میں اس تصریح سے ہے اور
مکروہ ہے چونکہ کچھ کرنا قبروں پر اور شریک
لینا اور اپنے بنا کرنا اور لکھنا اور علامتیں
اُتھر لگانا اور خارج قبر سے زائد شئی قبر پر کرنی
اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمہ سے روایت ہے
اور پانی چھڑکنے میں کچھ خوف نہیں -
اور امام ابو حنیفہ رحمہ نے مکروہ کیا ہے قبر چلنا
اور اُس پر بیٹھنا اور مقابر میں بول و براز
کرنا اور سونا قبر کے پاس اور نماز مکروہ ہے -
اور زیارت قبر میں خوف نہیں اور انکے واسطے
دعا سے مغفرت کرنے میں اگر وہ مؤمنین ہوں
بدون یا مال کرنے قبر کے - اور مطلق میں ہے
اور مروی ہے امام ابو حنیفہ رحمہ سے حاجی کو
احسن یہ ہے کہ اول مکہ شریف میں حاضر
ہو پھر جب نسک حج ادا کر چکے مدینہ شریف
میں حاضر ہووے اور اگر مدینہ شریف میں
اول حاضر ہووے جائز ہے - میں اول
قریب قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر
کھڑا ہووے درمیان قبر اور منبر کے قبلہ کی طرف
منہ کر کے پس حضرت پر صلوٰۃ و سلام پڑھے
پھر حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر
اور اگر طواف نو میں تعظیم اور توقیر للشیخ
جائز ہو تا جیسا زعم قائل کا ہے

لا یرہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم الجواز
ولطافت بہ صلی اللہ علیہ وسلم
الصحابۃ رضوان اللہ علیہم فحیاتہ بعد
وفاتہ لانہ الواسطۃ العظمیٰ -
وهو احق من غیرہ واولیٰ -
مع انہ لیرفع ذلک اصلاً -
وما نسبہ لشرح الحدیث فی
تفسیرہم معنی حفتہم الملائکۃ
بالتطواف فالمراد بہ الاحداق والا حادۃ
کما هو مقرر فی کتب شرح الحدیث
قال الشیخ عبدالغنی المجددی فی
حاشیئۃ المسماۃ بانجاح الحاجۃ
علی سنن ابن ماجۃ فی تفسیر معنی قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم وحفتہم الملائکۃ ما فسرہ بقولہ
ای احد قوا واحاطوا بہم وقضیٰ فی انفاہا
ولا یخفی علی الخیر ان الاحداق والا حادۃ
لا یعدان طوافاً وفاقلاً عن الروایا
وسیلۃ القلوب ومحاکم الطالبین
فغیر مسألتہم تصدیق العلماء رحمہم اللہ
بعدہم جواز الافتاء من کتب الغریبۃ
لا یجوز لاحد ان بقیس

توضوری صلی اللہ علیہ وسلم واسطے تعلیم جواز
کے امر فرماتے اور خود صحابہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا بحالت حیات اور بعد
وفات طواف کرنے کیونکہ برا واسطہ تھا
اور حضرت نبیت غیر کے زیادہ احق اور اولے
تھے باوجودیکہ یہ اصلاً واقع نہیں ہوا انہی
نہ حضرت نے امر فرمایا اور کسی نے صحابہ میں
سے طواف کیا اور جو قائل نے شرح الحدیث
کی طرف تفسیر حدیث میں منسوب کیا ہے
کہ معنی حفتہم الملائکۃ کی یہ تفسیر کی ہے
ای طافوا بہم سومرا اگر اگر جمع ہونا اور
احاطہ ہے زطواف جیسا کہ تشریح حدیث
میں مقرر ہے - شیخ عبدالغنی مجددی نے
حاشیہ مسماۃ بانجاح الحاجۃ علی سنن ابن ماجہ
میں بیان کیا ہے تفسیر معنی قول صلی اللہ
علیہ وسلم وحفتہم الملائکۃ ای احد قوا
واحاطوا بہم اور ایسا ہی مرثاۃ وغیرہ میں
افزودہ ہے تا یہ واضح ہے کہ احداق اور احاطہ
طواف شمار میں ہے اور جو اسے خلاف الروایا
اور سئلۃ القلوب ومحاکم الطالبین سے نقل
کیا ہے مسلم نہیں اسلئے کہ علماء نے تصریح
کی ہے کہ کتب غریبہ پر انتہا جائز نہیں اور
قیاس کرنا بھی اور کسی کو جائز نہیں

لان بامالقياس ستم بعد القرن الرابع
والذي ثبت من فعل الامام حاله في ذلك
كما هو مصرح به في كثير من الكتب المعتمدة
انه كان يقف بالروضة الشريفة مستقبل
القبلة المنيعة بحيث يكون رأس القبر
الشريف عن يساره ثم يدور الى ان يقف
تجاه الوجه الشريف مستدير القبلة
وهذه الادارة الحاصلة من الامام المشتملة
على قليل من الخطأ لا يعد طوافاً -
وفيما ذكر كفاية ومفهم والله يهدي
من يشاء الى صراط مستقيم - اللهم
هذاية للصواب وتباعداً عن اوتى جوامع
الكلم وفصل الخطاب الله سبحانه اعلم -

امير رقعہ الراجی لطف ربہ الخفی محمد حسین بن محمد السندی الخفی کان اللہ
والوالدینہ ولین احسن الیہ وصلی اللہ علی سیدنا محمد علی الہر وصحبہ وسلم

جواب مولانا ولوی عثمان بن عبد السلام دغستانی حنفی
مفتی مدینہ منورہ عفی عنہ

اسأل الله المولى الكريم هذا الطول -
التوفيق والاعانة في الفعل والقول -
ما احب اليه ائمة الفتوى ببلد الله المزمع
وحرره علامه دينه الاعلام

في هذه المسئلة هو عين الحق الذي
لا غبار عليه وفصل الخطاب الذي
تمتد اعناق الشائلين اليه وقد
حصل الجواب بالنص الواضح لانهم
وانجلي ليل الدجنة ثم جبر الصبح الانوار
واستحق بلا شك ولا ريب هذا الفتر
عقوبة الغريبة -
افترار کے عذاب کا مستحق ہو گیا -

وكيفية الزيادة بينها السنته الثمينة
وجاءت بها بيضاء نقية -
ففي فتح القدير ويكره التومر عند القبر
وقضاء الحاجة بل الاولى
ومحل ما لم يعهد من السنة -
والعهد منها ليس الا بزيارتها والدلالة
عند هاقما كما كان يفعل رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم في الخروج الى البقيع -
وكيفية السنته الثمينة ان شاء الله
بكونه حق اسأل الله العافية -

وفيه روى ابو حنيفة عن حماد بن عمار
عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما
من السنة ان تاتي قبر النبي صلى الله عليه وسلم
من قبيل القبلة وتجعل ظمرك الى القبلة
وتسبب القبور بوجها -

عالمون نے لکھا ہے اس مسئلہ میں وہ عین حق
ہے اس پر کچھ غبار نہیں اور فصل الخطاب
جس کی طرف گردنیں دراز ہوتی ہیں اور بیشک
واضح اور روشن نص سے جواب حاصل ہو گیا ہے
اور صبح روشن سے رات سیاہ دور ہو گئی
اور وہ مغتری مجوز طواف قبور بیشک اپنے
افترار کے عذاب کا مستحق ہو گیا -
اور زیارت کی کیفیت کو توسنت روشن نے
بیان کر دیا ہے اور دلائل روشن اُس میں
آچکی ہیں - پس فتح القدير میں ہے اور کثرہ
قبر کے پاس سونا اور قصائی حاجت بلکہ قصا
اولے بالکراہت ہے اور جو فعل معبودین
والعهد منها ليس الا بزيارتها والدلالة
عند هاقما كما كان يفعل رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم في الخروج الى البقيع -
کیا کرتے تھے جب بقیع طرف تشریف لیا کرتے
اور کہتے السلام علیکم الخ انتہی -
اور فتح القدير میں ہے کہ ابو حنيفة رحمہ اللہ نے اپنی
سنت سے ہے کہ کوئی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر
من قبيل القبلة وتجعل ظمرك الى القبلة
طرف کرے اور منہ قر کی طرف نہ پھر کہے

السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته انتهى - وفي الموطأ الطيفة
على مسند الامام ابي حنيفة رحمه للعالم العلامة والسند القنطرة خاتمة المحققين
ببلد سيد المرسلين شيخ مشايخنا المرحوم عابد السند المذني الحنفی
ولا يطوف لثاثر بقبره صلى الله عليه وسلم لاجماعهم ان الطواف بالقبر محرم كتحريم
الصلوة الى قبره الشريف -

ويكبر الصاق البطن والظهر بجدار القبر الشريف لانه خلاف الادب ولا تلم يؤذ فيه - ويكبره
مسجد جدار القبر باليد وتقبيله بل الادب ان يبعد عنه كما يبعد عنه
لو كان صلى الله عليه وسلم حيًا - ولا يغتر بفعل العوام فانه يحسن
الاقتداء بالعلماء ولا بركة الاقبياعه انتهى - وفي الحديث الشريف ان احبكم
المثاقين مقي الذي يلحقني على العهد الذي فارقتني عليه رواد ابو علي
عن ابي ذر رضى الله عنه -

اور عوام کے فعل پر غور ہونا چاہئے کہ جو عوام کی تابعداری پر ہی ہے اور انہیں کی تابعداری میں ہی رہتا ہے اور حضرت شریفین سے کہ میرا زیادہ پیارا اور نزدیک تر من سے وہ شخص ہے جو عہد کے بعد میرے ساتھ اس عہد پر چسپاں رہے۔
مجموعہ جہاں - کسی روایت ابو یعلیٰ نے کی ابی ذر سے رضی اللہ عنہما۔

وعن جابر رضي الله عنه صلى الله عليه وسلم لم تكن كاهنوك اليهود والنصارى لقد جئتكم بهابيضاء نقيئة لو كان موسى حيا ما وسع له ان يباعي رواه البيهقي في الشعب
وعن انس رضي الله عنه صلى الله عليه وسلم تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنتي رسول الله - رواه مالك في الموطأ -

وعن انس رضي الله عنه صلى الله عليه وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانهم من شذوذ في النار رواه ابن ماجه - والله سبحانه وتعالى ولي الهداية
وبه العصاة والحماة - ثم قال الفقير الى عفورته القدير عثمان بن عبد السلام داغستانى مفتي المدينة المنورة الحنفى عفى عنه

الحق ما قاله مفتي المدينة المنورة على ساكنها افاضل الصلوة والسلام هذا الذى ذكره جناب مولانا الافندى عثمان داغستانى مفتي المدينة المنورة على ساكنها افاضل الصلوة والسلام وهو المعول عليه والله الوفاق للصواب اليه المرجع والمآب
نقد الفقير احمد خليل لائلاء الشافعية بمسجد خير البرية -

اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے البتہ تمجید ہوگے تمجید ہوئے یہود اور نصاریٰ نے جس وقت تم کو ہابضاء نقیئہ لایا ہوتا تھا اس سے پاس سنت روشن پاک - اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو اسکو میری بیوی کے سوا کچھ مجال نہ ہوتا - رواہ البیہقی فی الشعب اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں نے دو چیزیں تم میں چھوڑی ہیں - جب تک تم انکو محکم پکڑو کہیں گے کہ وہ ہوگے قرآن اور حدیث - روایت کیا اسکو مالک موطا میں اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں نے دو چیزیں تم میں چھوڑی ہیں - بڑی حاجت کی پیروی کرو - کہو کہ جو چاہو وہ دو چیز میں جائیگا - روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

تاریخ الطبوع لا عبید الاقلوه الحکوم ل غلام رسول

الحقیقی مع سائر دلائل و شواهد و اقوال و کلام و کتب

شکو ک از دل متبع کشت و

ز حق رفت باطل چو خط است نو

بعد چو از آمد به قصه

نشده مودی الا بهستان و ز نو

بجز دور ماندن از قرب حضور

نیار دور اسلام هرگز ظهور

بجایند از طبع کشف است

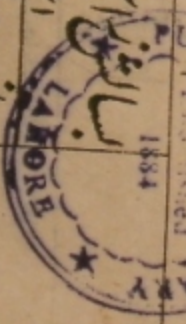
حق سلسله شده کماهی عیسی

جواب مصفا در هر جواب

طواف قبول از زبیر کافری

کس را نشد منفعتی بر طواف

کنند و بگویند بر سر جفا



بسم الله الرحمن الرحیم
بسم الله الرحمن الرحیم
روایت است قطعا طواف قبول

منه که او بهر دو عالم
است و در راه حق
است و در راه حق
است و در راه حق